SYED KHIZAR
جرح

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

جرح

حصہ دوم: اندرون لاہور

قسط نمبر ۴: نہ مومن رہا نہ ایمان

www.novelsclubb.com

••••••••

ٹریگر وارننگ؛

مزکورہ قسط میں کچھ ایسے مناظر اور واقعات کا ذکر ہے جو کچھ قارئین کے لیے پڑھنا ممکن نہ ہو۔

قسط میں سیلف ہارم، تفصیلی جسمانی تشدد، بچوں پہ جسمانی تشدد، تفصیلی خون خرابا، ٹارچر، اور قتل وغارت، ذہنی امراض، پستول کا غلط استعمال، بولڈ الفاظ (گالی نہیں)، انسانی اسمگل اور ایسے بہت سے ٹاپکس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر آپ کو ایسا کوئی مواد پڑھنا گوارہ نہ ہو تو براہِ مہربانی چند سینز کو چھوڑ دیں۔ شکریہ۔

••••••••••

کیا تم نے سنی نہیں،

ہیملٹ کی وہ عظیم داستان؟

جس میں بدلے کی پیاس بھی

بنا دیتی ہے ہیملٹ کو حیوان

کیونکہ ہر انسان کے ہوتے ہیں دو چہرے، دو رنگ

چھپائے رکھتا ہے کہ جنہیں، نہیں ہے وہ بھی نادان

www.novelsclubb.com

اسے معلوم ہے کہ کب کسی پیادے کو چلنا ہے آگے

ہر باری پہ نظر ہے، ہر قدم ہے مہان

تمہیں لگتا وہ معصوم ہے، تمہیں لگتا ہے وہ شایان

لیکن کیا تم نے دیکھا ہے کبھی؛

ابلیس کو تھامے صراط مستقیم کا نہان؟

وہ تو انتظار میں ہے، اسے تو بس کرنا ہے وار

بدلے کا انگارہ جھلس رہا، نزدیک نہیں اسکے آمان

زندگی اک ناٹک ہے، وہ موت کا پجاری

وہ تو ہے گمراہی کا رستہ، وہ تو ہے شیطان

ہاں، شکل سے وہ دکھتا ہے بھی اگر مسلمان

مگر جب نہ وہ مومن رہا، نہ اسکا ایمان

www.novelsclubb.com

تو کیا لگتا ہے تمہیں، وہ رہا انسان؟

.....

کراچی سے لاہور تک، صدر سے اندرون تک.

اس کے گال ٹھنڈے پڑھ چکے تھے۔ماتھا بار بار گاڑی کے شیشے سے ٹکرا رہا تھا۔
ہاتھوں پر سرخ خون جم گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

اسے کچھ معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ آخر ہے کہاں؟

وہ بس سانسیں لے رہی تھی،اس کے لیے فی الوقت یہ بھی کافی تھا۔

وہ زندہ تھی،اس کے لیے یہی غنیمت تھی۔

ہاتھ گاڑی کے جھٹکوں کی وجہ سے پہلو میں ہنوز ہل رہا تھا۔گاڑی کسی تنگ سڑک سے گزر رہی تھی۔اسے زندگی کہاں لے جا رہی تھی،وہ یہ جاننے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔

.....

www.novelsclubb.com

(لاہور،حال)

سیاہ پورشے سرمئی گھر کے سامنے دھول اڑاتے رکی۔ دروازے کے کھلتے ہی اس کے چمکدار جوتوں کی جھلک لاہور کی دھواں دار فضا میں واضح ہوئی۔

وہ کوٹ جھاڑتا، بٹن کو سوراخ میں ڈالتا، گاڑی سے باہر نکلا۔

اس کا سیاہ کوٹ اور سرمئی سایہ سفید دھول میں دھندلا گیا مگر اس کی سوچ اور دماغ میں چلتی چالوں پہ کوئی دھند طاری نہیں ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ تمام لوگ لاہور پہنچ گئے تھے اور گلبرگ کے ایک نہایت سحر انگیز مکان کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ آگے تھا، دو گارڈز پیچھے۔ گاڑی پارک ہونے کے لیے ان کے پیچھے سے گزر گئی۔

اس نے آنکھوں سے سیاہ چشمہ اتارا۔ پھر دو انگلیوں سے سیاہ ٹرٹل نیک کا کالر کھینچا۔ موسم آج خلاف توقع گرم تھا، ٹرٹل نیک پہننا ایک برا آئیڈیا ثابت ہوا تھا۔

چار کول سڑک پر اپنے قدم رینگتے، وہ آہستہ آہستہ چلتے گھر کے سیاہ دروازے کے پاس آیا۔ جیب سے چابیوں کا گچھا نکالا، دروازہ ایک کلک کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔

ہاتھ میں تھاما چشمہ اُس نے کالر سے اٹکا دیا۔

www.novelsclubb.com

سرمئی گھر اندر سے اندھیر تھا اور ایک عذابِ جاں بدبو ہر سُو پھیلی ہوئی تھی۔اس کے پیچھے سے چھے عورتیں گھر میں داخل ہوئیں اور فوراً صفائی میں مشغول ہو گئیں۔

''کل تک پورا گھر صاف ہو جانا چاہیے۔''وہ کہتے ہوئے آگے بڑھا۔

''زندگی اک نّاٹک ہے،''

www.novelsclubb.com

سرمئی مکان کی زمین کھوکھلی تھی،جوتوں کی آواز گونجنے لگی۔

''ہم سب موت کے پجاری،''

ایک ایک کر کے اُس نے گھر کی بتیاں جلا دیں۔

''جو سچ ہے وہ خواب ہے،''

گھر کا دروازہ پیچھے بند ہو گیا۔ سورج کی روشنی دم توڑ گئی اور مصنوعی روشنی پھیلتی چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

''جو جھوٹ ہے وہ عذاب،''

ہر فرنیچر پر سفید چادر بچھی تھی جس کو ماسیوں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

''زِندگی گزار دی جھوٹ میں۔کمال ہے میری اداکاری،''

جگہ جگہ مکڑی کے جالے تھے،زمین پہ مٹّی اور گرد کی موٹی موٹی تہہ بچھی تھیں۔

''اب جھوٹ کی حقیقت بے چیں کرتی ہے، عجیب ہے یہ بیماری۔''

www.novelsclubb.com

اُسنے سیڑھیوں کے اوپر تک نظر دوڑائی۔اور ایک زخمی سا تاثر اس کے چہرے پر پھیل گیا۔

(لاہور،ماضی)

~بارش ہو رہی باہر اور میں کمرے میں اکیلا

اندھیرا بڑا ظالم مجھے سونے نہیں دے رہا

بیٹی کی منحوس پیدائش کے چھے سال بعد مطاہر کو ایک حسین اور خوبصورت بیٹا خدا کی طرف سے عطا ہوا تھا۔

اس خوش شکل بچے کا نام اس کے باپ نے ارمغان رکھا تھا، ارمغان یعنی خدا کا تحفہ، واقعی، ان کے لیے تو وہ خدا کا تحفہ ہی تھا۔

اس کی چھے سال بڑی بہن اس کے قریب آنے سے بھی ڈرتی تھی۔ یا شاید اسے ڈرایا جاتا تھا۔ وہ تو تھی ہی منحوس۔ آن وانٹڈ۔ اور ارمغان تو تحفہ تھا۔ جسے سب چاہتے تھے، جِسے سب نے ہتھیلی کا چھالا بنا رکھا تھا۔

جس دن ارمغان کا ایڈمیشن اس اسکول میں ہو گیا تھا جہاں ہادیہ بھی پڑھتی تھی اس دن سے جیسے ہادیہ کے زندگی جینے اور تمام خواب پالنے کی خواہشات چکنا چور ہو گئ تھیں۔

www.novelsclubb.com

اس کے آگے پڑھنے، آگے بڑھنے کا کیا فائدہ؟ اس کے لیے تو ارمغان تھا۔

اس کے زندہ رہنے کا کیا فائدہ؟ اس کے لیے بھی ارمغان تھا۔ ماں باپ کا سہارا تو اسے ہی بننا تھا، اس کا آگے پڑھنا، آگے بڑھنا تو ضروری تھا۔ ہادیہ کے لیے اس کا کیا

فائدہ تھا؟ وہ تو پہلے سے تھی ہی بوجھ، اسے جلد یا بدیر ماں باپ کی جان چھوڑ کر ان کا سانس بحال کرنا تھا۔

آٹھویں جماعت پڑھ کے اسکول کی ٹاپر ہادیہ، گھر بیٹھا دی گئی۔ اب وہ ریاضی حل کرنے کی جگہ سبزیاں کاٹتی تھی۔ ہاں۔۔۔ وہ اب ہانڈیاں بہت اچھی بناتی تھیں۔ روٹیاں بھی گول گول، نرم نرم۔ اس کے ہی جھاڑو دینے سے گھر ایک دم صاف ہو جاتا تھا۔ اس کے ہی برتن دھونے سے پلیٹوں پہ چمک آجاتی تھی، اس کے ہی کپڑے دھونے سے کپڑوں کے داغ مٹ جاتے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ دن میں پونچھا لگا رہی ہوتی جب گھر کی بیل بجتی، وہ چابی دینے اوپر کی گیلری میں جاتی تو اسکول کا بستہ پیٹھ پر تانے ارمغان کی مسکراتی صورت واضح ہوتی،

وہ بھی مسکرا دیتی۔

کم از کم اس کے ساتھ اس کا بھائی تھا۔ ہادیہ اور ارمغان میں گھر والوں نے جتنا بھی فرق رکھا تھا، ان کے سامنے وہ کچھ نہ تھا، ان کی محبت، ان کا ساتھ یکجا۔ ان کے لیے کوئی فرق معنی نہیں رکھتا تھا۔ وہ اس کا پیارا بھائی تھا، اور وہ اس کی پیاری بہن۔

ارمغان مسکراتے رہنے والا بچہ تھا۔ جس کے نکھرے چہرے پہ آنسو کا ایک نشان بھی نہ ہوتا۔ اور ایک ہادیہ تھی، جس کی آنکھیں گہرے حلقوں میں گم گئی تھیں۔

اور وہ حلقے رونے کی وجہ سے نہیں تھے،

اور یہ بات سب کے علم میں تھی۔

''چولہے سے جل گیا تھا بس۔''وہ کہیں جاتی تو اسے وضاحت دینی پڑتی۔

''سیڑھیوں سے پھسل گئی تھی۔''وہ ارمغان کو دیکھتی۔

''نہیں واش روم میں گر گئی تھی چاچی''۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

(لاہور، حال)

گرل کی راڈ تھامے وہ زینے چڑھنے لگا۔یہ ہی تو وہ واحد جگہ تھی جہاں اس کی زندگی کی سب سے اچھی یادیں بھی بنی تھیں،اور زندگی کی بدترین یادیں بھی۔

یہاں ارمغان، ارمغان تھا۔ کاش وہ یہاں سے دربدر نہ ہوا ہوتا۔

کاش وہ دوروس نہ بنا ہوتا۔

آج وہ آخری بار اس جگہ بغیر ثبوت آیا تھا۔ وہ اس سرمئی گھر کو ثبوت دکھانے والا جس کو وہ بے گناہ ثابت کرتے۔

www.novelsclubb.com

مگر کیا وہ واقعی بے گناہ تھا، کیا وہ معاف ہو جانے کے قابل تھا؟

~خالی مکان، جو کبھی بستا تھا لوگوں سے،

کبھی گھر تھا جو، آج بس ایک یاد بن گیا۔

~~~~~

وہ ہوش میں تھی یا نہیں مگر اندرون لاہور میں داخل ہوتے ہی اس کی ناک کے نتھنوں میں مصالحہ دار کھانوں اور خوشبودار چائے کی مہک گھس چکی تھی۔

گاڑی دھول اڑاتے، اندرون لاہور کی جھلک دکھاتے گزر گئی اور ان میں خوش مہک بھی پیچھے ہی کہیں رہ گئیں۔

اب صرف بدبو تھی۔
~~~~~

خون کی، موت کی، دم گھٹنے والی غلیظ بدبو۔

وہ شاہی محلہ میں داخل ہو چکے تھے۔ ہر جگہ کان میں چبھتا بے ہنگم سا شور تھا، ہر دکان کے گرد مکان نما دیواریں تھیں جن کی چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں دن کے اس پہر بند تھیں۔

سب کو معلوم تھا کہ وہ کھڑکیاں کس وقت کھولی جاتی تھیں۔

گاڑی ایک تنگ گلی کے کنارے جا رکی۔ وہ نہایت پتلی گلی تھی جس کو وہاں دیواروں سے جڑی الجھی سلجھی تاریں اور کیبل اور تنگ بناتی تھیں۔

گاڑی کا دروازہ کھلا تو ایرج کا بے حس و حرکت چہرہ گاڑی سے آدھا باہر کو لٹک گیا، اس کا چہرہ ایک طرف سے بالکل صاف تھا، جبکہ دوسری طرف سوکھا خون جم چکا تھا۔

اس کی سفید قمیص بھی اب سرخ مائع میں نہا گئی تھی۔ جگہ جگہ پٹیاں اور بینڈیج بندھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اسے بے ہوش رہے آج تین دن ہو گئے تھے۔

گاڑی کی دوسری طرف سے ایک گارڈ نکلا، پھر اس کی طرف والے دروازے پہ آیا اور اسے اٹھانے کے لیے قدم بڑھائے کہ پیچھے سے آتی آواز پہ ٹھہر گیا۔

"رکو، تم نہیں۔" سیاہ شرٹ پہ نیوی بلو کوٹ اور پینٹ پہنے، گارڈ کے پیچھے دوروس کھڑا تھا، گارڈ نے چہرہ اس کی طرف موڑا تو دوروس کا حلیہ واضح ہوا۔

سیاہ شرٹ پہ نیوی بلو کوٹ پینٹ، ٹائی کا نام و نشان نہیں اور اوپر کے دو بٹن ہر بار کی طرح کھلے ہوئے تھے جن سے اسکے سیاہ ڈریگن ٹیٹو کی جھلک دیکھائی دے رہی تھی، پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ اسے دیکھ رہا تھا، برونزرنگ چہرے پہ سیاہ سن گلاسز جمے ہوئے تھے۔

اس نے ایک ہاتھ جیب سے نکالا اور دوسری گاڑی کی طرف مڑتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

گاڑی سے ایک بھاری بھرکم عورت برآمد ہوئی جس کا منہ پھولا ہوا تھا اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی۔ چہرہ کسی تاثر سے عاری تھا، وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی دوروس کے ہم قدم آئی۔

"اسے اٹھاؤ، اور آفس کے ساتھ والے کمرے میں شفٹ کرو، اس کی صحیح سے مکمل بینڈیج کرواور یقینی بناؤ کہ اسے جتنا جلدی ہو سکے، ہوش آجائے۔" اس نے اپنی اسسٹنٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر باس میں کیسے۔۔۔"اس نے احتجاج کرنے کے لیے لب کھولے مگر دوروس نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم گرو یا مرو،۔مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں، مگر اس کو ایک اور زخم بھی نہیں آنا چاہیے۔"اس نے اب ایرج کے بے جان چہرے کو دیکھا تھا۔

"ہاں جیسے اس کے جسم پہ پہلے سے ایک بھی خراش موجود نہیں۔"وہ بڑبڑاتے ہوئے اس سے کہنے لگی اور دوروس کے چہرے پہ ہر بار کی طرح وہی موت کی خاموشی جیسا تاثر چھا گیا جو تارا کی کوئی بھی بات بکنے پر چھا جاتا تھا۔

"تمہارے بولنے کے پیسے سیلری سے کاٹوں تو سیلری چھوڑو، تم پہ دو ماہ کا قرضہ چڑھ جائے۔" وہ کہتے ہوئے رکا نہیں، اپنے سفید اونچے آفس کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرتا بڑھ گیا۔

تارا اسے پیچھے سے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگی۔

~~~~~

www.novelsclubb.com

(کراچی، حال)

ایرج کو گم ہوئے آج تیسرے دن کا سورج بھی غروب ہو چکا تھا۔
~~~~~

گھر میں موت کہ جیسی خاموش چھا گئی تھی۔ جیسے خوش اور پُر فضا ہوا چلتے فاطمہ منزل تک آئے تو وہاں ہی دم توڑ دے۔ نجانے اس گھر کے مکین اب تک زندہ کیسے تھے۔۔۔ یا شاید بس زندہ تھے، بس سانسیں لے رہے تھے۔

کراچی میں سورج ڈوبا تو آسمان پہ سیاہ بادل چھانے لگے۔ ویسے تو کراچی میں بارش برائے نام ہوتی تھی مگر کبھی موسلا دھار برس جاتی تو پورا شہر دریا دریا ہو جاتا۔

www.novelsclubb.com

سیاہ بادلوں پہ وقتاً فوقتاً بجلی گرجتے اپنے برسنے کی خبر دے رہی تھی۔ مگر صحن کی چارپائی پہ بیٹھے دانیال کو جیسے ان سب سے کوئی غرض نہیں تھا۔

وہ پاؤں سے بار بار زمین بجا رہا تھا۔ پھر ایک ہاتھ سے سر کھجاتا اور واپس فون پہ کچھ سوچ کہ لکھنے لگتا۔

تین دن پہلے وہ اس ہسپتال گیا تھا۔ مگر وہاں ایرج نہیں تھی۔ اسے یاد تھا کہ ہسپتال سے نکلنے کے فوراً بعد ہی وہ واپس صدر کی اسی سڑک گیا تھا جہاں حادثہ پیش آیا تھا۔ وہاں اب بھی اتنا ہی رش تھا۔ پولیس کی گاڑی بھی وہیں تھی۔ مگر وہ ان تک جانے کے بجائے راہ راہ چلتے شخص کو ایرج کا حلیہ بتاتا، ان سے سوال پوچھتا، شاید کہیں نا کہیں سے کوئی خبر خیر مل جائے۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ مطلوبہ کیفے میں داخل ہوا تو وہاں بھی عجیب سی خاموشی تھی۔ وہ کاؤنٹر پہ کھڑے شخص سے کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ اس نے سرد لہجے میں اسے ٹوک دیا؛

''ہم سے پوچھ گچھ ہو چکی ہے، پلیز ہمیں پریشان مت کریں۔''

وہ اور پریشان ہو گیا۔ حیرت تھی، شاک تھا، افسوس بھی۔

ایرج کہاں تھی!؟ وہ لمحوں میں کہاں جا سکتی تھی، ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ کسی کو اس کا روپ یاد نہ ہو، نہ ہسپتال والوں کو، نہ ان عام لوگوں کو۔ وہ سوچنے لگا، اسے اپنا دماغ چلانا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک واحد راستہ جو اسے دکھائی دیا وہ پولیس تک جانا تھا، مگر کیا اسے یہ انتہائی قدم کسی سے بغیر پوچھے اٹھانا چاہیے تھا؟ اسے جو راستہ سامنے دکھا، اس پہ قدم رکھ دیا۔ کیفے سے باہر نکلتے ہی اسے پولیس کی جیپ نظر آئی۔ سامنے ایک پٹھان نوجوان

پولیس کی وردی میں کھڑا اپنے ساتھی سے بات کر رہا تھا۔دانیال کے ٹوکنے پہ اس نے گھوم کے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھے ایف آئی آر درج کروانی ہے۔"اس کا لہجہ نرم تھا۔دل میں لرزش پیدا ہو رہی تھی۔

پولیس آفیسر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا،اور مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"بچے گھر سے کسی بڑے کو لے کر آؤ،ایسے ہی تیرے جیسے نو عمروں کے کہنے پہ ایف آئی آر کاٹتے پھرے تو ہو گیا ہمارا کام۔"اس نے ایک قہقہہ بلند کیا اور ساتھی کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔

ہر طرف مایوسی تھی، ہر طرف سوال تھے، جواب کہیں نہ تھا، امید کہیں نہیں تھی۔

بارش تڑاتڑ برسنا شروع ہو گئی تو وہ لمحے کی دیری کیے بنا صحن سے اٹھ کر گھر میں آ گیا۔ ارحم اگلی صبح کراچی پہنچنے والا تھا۔ دانیال کو اسی کا انتظار تھا۔ وہ سب کچھ ہینڈل کر لیتا تھا، وہ سب کچھ سنبھالنے آ رہا تھا، ہر بار کی طرح، وہ سب حل کر لے گا۔

www.novelsclubb.com

وہ امید تھامے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

~~~~~
~~~~~

(لاہور، حال)

ایرج کو کراچی سے گم ہوئے آج چوتھے دن کا سورج لاہور میں چڑھ چکا تھا اور تمام لاہور کو جھلسا رہا تھا۔

وہ اوندھے منہ بستر پہ لیٹا تھا جب میسج کی رنگ کانوں میں گونجی۔ وہ ہاتھ کے بل اٹھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے دو تکیے سر کے پیچھے ٹکا لیے، اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا جو اب روز کا معمول تھا۔ اس نے ایک بازو سر کے پیچھے ٹکایا اور دوسرے ہاتھ سے موبائل پہ وقت دیکھا۔ صبح کے گیارہ بج گئے تھے۔

منہ پہ ہاتھ رکھتے اس نے جمائی روکی اور بیڈ کی دوسری طرف پڑی سفید شرٹ اٹھائی۔ فون کو بستر پہ رکھا اور شرٹ کو ہاتھوں سے پار کرواتے تن پہ ڈال دیا۔

موبائل واپس اٹھاتے اس نے رات سے صبح تک آئے تمام میسجز ایک ایک کر کے کھولے اور پڑھنے لگا۔

وہ اسکرول کرتا گیا، معمول کی خبریں، کچھ خاص نہیں۔

www.novelsclubb.com

بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ کچھ بے زار سا فون رکھنے لگا تھا کہ ایک دم پیغام کی گھنٹی بجی۔

تارا کے میسج کی نوٹیفکیشن چمک رہی تھی، اس نے پیغام کھولا۔اور وہ جو بستر سے اٹھ رہا تھا، واپس بستر پہ گر گیا۔

تارا کا پیغام دوروس کے چہرے کو روشن کر رہا تھا، یا شاید منہ چڑا رہا تھا۔

"باس، ایرج از ڈیڈ۔بہت زیدہ خون بہہ چکا تھا، میں نے کہا تھا کہ ہمیں۔۔۔۔"

اس نے بقیہ میسج پڑھنے کی زحمت نہیں کی۔موبائل کو بستر پہ پھینکتے ہوئے وہ وارڈروب کی طرف بڑھا۔سیاہ ٹو پیس سوٹ نکالا اور واشروم کی طرف چل دیا۔

اس وقت اس کے دماغ میں جھماکے ہو رہے تھے۔وہ کچھ سوچنا چاہ رہا تھا مگر سوچنے سے قاصر۔

اس نے سفید شرٹ تقریبا پھینکی۔اس کی پیٹھ پہ ایک ڈریگن ٹیٹو تھا جس نے اپنے منہ میں تلوار تھامی ہوئی تھی۔اس ڈریگن کا منہ اس کے شانے تک آتا تھا اور اس کی دم کمر پہ ختم ہو جاتی تھی۔اس کا چہرہ اس کے شانوں پہ ختم ہوتا تھا جیسے پیچھے سے کوئی اس کے شانوں سے آگے کو جھانک رہا ہو۔اس کی پوری پیٹھ پہ اس سیاہ ڈریگن کا راج تھا۔اور صرف دوروس جانتا تھا کہ وہ ٹیٹو اس نے کیوں بنوایا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ڈریگن گرم پانی میں بھیگنا شروع ہو گیا۔پانی تیز رفتار سے بالوں کو تر کرتے پورے جسم پہ بہہ رہا تھا۔

اس کی آنکھیں سامنے دیوار پہ جمی تھیں۔وہ ہاتھ بالوں سے گزارتا پانی کو آنکھوں میں جانے سے روک رہا تھا۔

"تھنک، دوروس، تھنک۔" شیمپو کا جھاگ آنکھوں میں پھر بھی گھسنے لگا، اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"ڈیم اٹ اسٹوپڈ۔" ایک بار، دو بار، وہ خود کو گالیاں دینے لگا۔

www.novelsclubb.com

شاور سے نکل کے اس نے تولیے سے پورے جسم کو پونچھا اور واش روم سے باہر آ کر کپڑے تبدیل کرنے لگا۔سیاہ پینٹ پہ اس نے سیاہ شرٹ شانوں پہ پہنی اور بٹن کھلے چھوڑ کے ڈریسنگ ٹیبل تک آ گیا۔

اسکے پورے جسم پہ چھوٹے موٹے زخم تھے، کچھ سینے کے پاس، کچھ کندھے کے پاس، کچھ ایبز پہ، کچھ اس سے نیچے، کچھ نئے جرح، کچھ پرانے جرح۔

ان زخم کو نظرانداز کرتے اس نے تولیے سے بال پونچھے اور اُن کو سیٹ کرنے لگا۔ پھر نیچے سے اوپر تک شرٹ کے بٹن بند کیے۔

بستر پہ پڑی سیاہ بیلٹ کو بکل لگاتے اس نے کوٹ سے بازو نکالے اور کندھے اچکاتے ہوئے کوٹ درست کیا۔

پرفیوم کی بوتل کھولی اور شرٹ کے دو بٹن کھول کہ سینے پہ پرفیوم چھڑک دیا۔ بٹن کو ایسے ہی کھلا چھوڑ دیا۔

وہ گھڑی نہیں پہنتا تھا، اس کے سر مئی گھر میں کہیں کوئی وال کلاک نا تھی۔ وہ سورج سے وقت کا اندازہ لگاتا یا تو موبائل پہ وقت دیکھ لیتا۔ اسے گردن میں چین، ہاتھوں میں بریسلٹ یا انگلیوں میں انگوٹھیاں پہننا ناپسند تھا، اسے الجھن ہوتی تھی ان سب چیزوں سے۔ اس کے جسم پہ صرف ایک بڑی سی پینٹنگ تھی، وہ ڈریگن اس کے جسم کے ان مٹے زخموں کو چھپاتا تھا۔ وہ زخم جنہوں نے اس کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا، وہ زخم جو اسے ان راتوں کی یاد دلاتے تھے۔ وہ زخم جو اسے روز منہ چڑاتے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس نے ان نشانات کو چھپانے کے لیے پوری پیٹھ پہ ایک سیاہ ڈریگن بنوایا تھا، وہ ہر چیز کو پیچھے چھوڑ کے آگے بڑھ رہا تھا، اور وہ ڈریگن اس کی زندگی کے سب سے بدترین وقت پہ پردہ ڈال دیتا تھا۔

اس نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔ اور مسکرایا۔

وہ پرفیکٹ نہیں تھا۔ مگر دکھ رہا تھا، کم از کم دیکھنے والوں کے لیے۔

www.novelsclubb.com

یہ اس کا گوٹو (عام) حلیہ تھا۔

تیار ہوتے اس نے اگلے آنے والے چند لمحات کے سو سینیریوز اور ان کے حل نکال لیے تھے۔وہ خود کو کام ڈاؤن کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

دماغ برق رفتاری سے کام کر رہا تھا، سوچ رہا تھا، حالات کو سمجھ رہا تھا۔ مگر دل۔۔۔دل شاید تارا کے اس پیغام پہ رک سا گیا تھا۔

مگر دل کی کبھی دوروس نے پرواہ نہیں کی تھی۔

www.novelsclubb.com

دل کی اور دل والوں کی پرواہ تو ارمغان کرتا تھا۔ جس کا دل دنیا والوں نے اینٹوں کی طرح توڑ کے رکھ دیا گیا تھا کہ وہ واپس جڑ نہ سکا۔جوڑنے کی ہمت باقی کہاں رہی تھی۔نہ ارمغان میں، نہ دوروس میں۔

(لاہور، ماضی)

~نرم مزاج تھا حالات نے بنایا سخت ہے،

کوئی نہیں سگا میرا دیکھا یا مجھے وقت نے

ارمغان اور ہادیہ گھر کی چھت پہ کھیل رہے تھے۔ یہ لاہور کی ایک حسین شام تھی،
آسمان پہ جامنی، زرد اور گلابی رنگ کے امتزاج کی جیسے بادلوں کی چادر بچھی تھی۔
اور لاہور کی عام دھول اس جھلی جیسے تھی جو منظر کو اور خوبصورت بنانے لگی۔

لاہور حسین تھا۔ پھر بات ہو نئے لاہور کی یا پھر پرانے لاہور کی۔ کھلی کھلی چھت، صاف پکی چار کول کی سڑکیں اور ٹھنڈی ہواؤں میں ڈوبا شہر اپنی خامیوں پہ اپنی خوبصورتی کا پردہ ڈال دیتا تھا۔ پرانی دیواروں میں بہت سے پوشیدہ راز دفن تھے، اچھی اور بری یادیں۔

''میرے بہنوئی آئے ہوئے ہیں۔'' ارمغان اسے کھیلتے کھیلتے بار بار چھیڑ رہا تھا، وہ بینچ پہ بیٹھے مسکرا رہی تھی، شرما رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''کوئی شرما رہا ہے۔'' وہ اپنی نئی آئی فٹ بال کو لات مارتے ہوئے کہہ رہا تھا جو اسے کچھ دیر پہلے ہی تحفے میں ملی گئی تھی۔ وہ دوپٹہ بار بار شانوں پہ درست کرتی کبھی روشن دان سے نیچے اپنے سسرال والوں کو دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ عظیم کو دیکھتی اور

جب ارمغان اسے پھر چھیڑتا تو وہ بہانہ بنا کر منہ پھیر لیتی۔شاید زندگی میں پہلی بار وہ اتنا کھل کے مسکرانے لگی تھی،زندگی کی پہلی خوشی پہ۔

پھر عظیم اوپر آگیا تو ارمغان چھت کی دوسری طرف چلا گیا اور ہادیہ اور وہ باتیں کرنے لگے۔

ہادیہ کی تاریخ پکی ہو چکی تھی۔تین ماہ بعد وہ رخصت ہو کر جہنم سے جنت میں جانے والی تھی۔ایک جہنم جیسے گھر سے اس کی جان چھوٹ رہی تھی۔ہاں وہ ارمغان کو مس کرے گی مگر جو اس کے ساتھ اس گھر میں ہوتا تھا وہ اس کی قوت برداشت سے پار ہو گیا تھا۔بس تین مہینے،بس تین مہینے بعد وہ جہنم سے ایک خواب نگر منتقل ہونے والی تھی۔خدا کی آزمائش ختم ہونے جا رہی تھی۔

ارمغان کے نویں جماعت کے بورڈ کے امتحانات دو ماہ پہلے ہی مکمل ہو گئے تھے، پیر کٹکل بھی کچھ دنوں میں شروع ہونے والے تھے اور رزلٹ بھی جلد آنے والا تھا۔اس کی بھی الگ زندگی تھی۔بہت خوش رہتا تھا وہ۔اس کی زندگی میں ایسا کچھ تھا ہی نہیں جس پہ وہ دکھی یا مایوس ہوتا۔

پھر وقت وقت کی بات تھی،اسے فٹبال کا شوق ہو گیا۔عظیم کی لائی فٹبال سے وہ گلی میں دوست جمع کر کے فٹبال کھیلتا، پھر اسکول کے انٹر کیمپس میں پلیئر آف دا میچ جیت گیا۔

www.novelsclubb.com

مگر اسے اب پروفیشنلی فٹبال کھیلنی تھی۔نو عمری کا شوق کب پیشن اور پھر جنون بن گیا تھا اسے اندازہ نہ ہوا۔

ہفتے کی رات تھی۔ مطاہر آفس سے گھر جلدی آ گئے تھے۔ کھانا لگایا گیا تو سب نے ساتھ بیٹھ کر کھایا، معمول کی باتیں ہوتی رہیں، مگر ارمغان کا دماغ کہیں اور لگا ہوا تھا۔

کھانے کے بعد جب چائے بننے لگی تو وہ فوراً کچن میں داخل ہوا اور ہادیہ کے ہاتھ سے طشتری لی،

"آج میں لے کر جاؤں گا چائے۔" اور وہ پیالی اٹھائے ابا کے کمرے تک چل دیا۔

چائے کی پیالی قریب رکھتے وہ اُن کے سامنے کھڑا رہا۔ ابا نے اس کی موجودگی پہ نظریں اخبار سے ہٹاتے ہوئے، چشمے کے اوپر سے اسے دیکھا۔

"اباوہ۔۔۔ایک چیز کی اجازت چاہیے"اس نے مسکراتے ہوئے انہیں مخاطب تو وہ بھی مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگے۔

"ابا مجھے فٹبال اکیڈمی میں داخلہ لینا ہے،آپ نے اس دن مجھ سے پوچھا تھا کہ مجھے زندگی میں آگے جا کر کیا بننا ہے۔۔۔تو ابا۔۔۔مجھے فٹبالر بننا ہے۔"

وہ جو اسے دیکھتے مسکرا رہے تھے،بے ساختہ ہنس دیے۔ارمغان انہیں حیرانی سے دیکھنے لگا۔

"فٹبالر کوئی بننے کی چیز تھوڑی ہوتی ہے۔ہاں شوق ہے،اچھا شوق ہے،اچھی سرگرمی ہے، مگر فٹبال انسان شوق میں کھیلتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ فٹبالر ہی بننے نکل جائے۔ فٹبالر بننے سے زندگی کامیاب نہیں ہوتی۔"

وہ ناسمجھی سے انہیں دیکھتا رہا۔

"ہاں تو مجھے کامیاب نہیں بننا، مجھے فٹبالر بننا ہے۔"

www.novelsclubb.com

ابا چپ ہو گئے۔ان کے تاثرات سخت ہوتے گئے۔

"یہ اول فول کس نے تمہارے دماغ میں بیٹھایا ہے، ابھی اپنی پڑھائی پہ دھیان دو، پھر ڈاکٹری یا انجینئرنگ میں سے انتخاب کرنا۔ وہی ہوتا ہے اصل، اس سے ملتی ہیں نوکریاں۔ فٹبالر بن کے ایک سوکھی روٹی نہیں کما پاؤ گے۔ دوستوں کے ساتھ کھیلتے ہو، وہ کافی ہے۔ زندگی آگے بہت مشکل ہے، فٹبالر بننے نکلو گے تو زمانہ تمہیں فٹبال بنا کر ادھر ادھر پھینکتا رہے گا۔ جاؤ اب۔"

ان کے کمرے سے باہر نکلتے اسے پاؤں پہ ٹھوکر لگی تھی، دل پہ بھی۔ ارمغان کی فیری ٹیلز جیسی زندگی میں ایک زہریلا کانٹا آ ہی گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے اپنی زندگی میں کبھی 'نہ' نہیں سنا تھا۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''اکیڈمی تو میں جاؤں گا۔''اس نے ارادہ کیا تھا۔

(لاہور، حال)

دوروس نے سر جھٹک دیا۔دماغ ایک سیکنڈ میں ماضی سے حال میں آگیا۔اس نے سیاہ چشمہ آنکھوں پہ درست کیااور گاڑی کی چابی اٹھاتے گھر سے نکل گیا۔جہاں وہ جارہا تھا،وہاں وہ اکیلا جاتا تھا،اس کے راستے میں کوئی باڈی گارڈ نہیں ہوتا تھا۔

''ایرج از ڈیڈ۔''اسے بے ساختہ تارا کی بات یاد آئی تھی۔اس نے بے چینی سے گردن مسلی۔

"دس کانٹ بی ٹرو۔"اس نے گاڑی کی رفتار بڑھادی۔

~~~~~

(کراچی،حال)

www.novelsclubb.com

ایرج کو گم ہوئے چوتھا دن آگیا تھا جب ارحم کراچی پہنچا۔اس نے آسمانی رنگ کی ڈریس شرٹ پہ سیاہ پینٹ پہنی ہوئی تھی۔سلورلاکٹ کھلے گریبان سے جھانک رہا تھااور فریم لیس گلاسز آنکھوں پہ جمے تھے،بال رف اینڈ ٹف سے،ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے،ہر بار کی طرح وہ آج بھی اتنا ہی پرکشش تھا۔
~~~~~

داخلی دروازے سے صحن پار کرتے وہ جاوید چاچو کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ صحن اب بھی پچھلی رات ہوئی بارش سے بھیگا ہوا تھا۔ گیلی کچی مٹی کی خوشبو ہر سو پھیلی تھی۔ صحن پہ کچھ جگہ زمین سوکھ گئی تھی اور کچھ جگہ اب بھی نم سی۔

دروازے کے قریب پہنچتے ہی جاوید چاچو اور دانیال کی آواز اس کی سماعت تک پہنچی۔ان کی باتوں کا موضوع ایرج ہی تھی۔وہ بات کر رہے تھے،امید لگا رہے تھے،ایک دوسرے کو تسلی اور حوصلہ دے رہے تھے۔

کمرے کے وسط پہ ٹھہرتے ارحم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔جاوید جو ہاتھوں سے اپنی سوجی اور آنسو سے پر آنکھیں مسل رہے تھے،اس کی طرف دیکھا۔دانیال نے بھی اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔دونوں کی آنکھوں میں کچھ چمکا۔

جاوید نے ارحم کو شانوں سے لگایا اور ماتھا چوما، وہ بس مسکرا سکا۔ ان کی آنکھوں میں کوئی آس ٹھہری تھی جو صرف ارحم کو دیکھ کر ہوا تھا۔ کیونکہ وہ سب سنبھالتا آیا تھا۔ بچپن سے جوانی تک۔ وہ گھر کا بڑا تھا، سب سے بڑا نہیں تھا مگر ہر معاملے کو پرکھنا اور حل کرنا جانتا تھا۔ اسے آج تک کسی فرد پہ غصہ نہیں آیا تھا۔ نا اسے کسی نے غصہ کرتے دیکھا تھا۔ وہ اپنی الجھن، اپنی پریشانیاں خود تک رکھتا اور خود ہی اپنی الجھنوں کو سلجھا لیتا۔ وہ تو دوسروں کو سنبھالتا، ان کی مدد کرتا آیا تھا، اپنے مسئلے دوسروں کو بتا کر ان کو کیسے الجھا سکتا تھا؟

www.novelsclubb.com

ایک طویل خاموشی کے بعد اس نے حنا چاچی اور اپنی امی کا پوچھا تھا کیونکہ وہ اسے نہ کمرے میں دکھے، نہ صحن میں۔

جاوید نے اسے بتایا کہ وہ ایرج کے کمرے میں ہیں۔اور اس خیال پہ ہی کہ وہاں اب صرف ایرج کا کمرہ تھا۔۔اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔اس نے ایرج کے کمرے تک جانے کا خیال ترک کر دیا۔

"ابھی نہیں۔"اس نے سوچا۔

"اس کمرے میں قدم تب ہی رکھوں گا جب اس کمرے کا مالک مجھے اس کمرے میں آنے کی اجازت دے گا۔"

بار بار دل میں پکار گونج رہی تھی۔

وہ ایرج کو بچائے گا۔اسے معلوم تھا وہ ایسا کر سکتا ہے۔اسے امید تھی۔۔۔کم از کم امید تو تھی۔

دانیال کو ساتھ لے کر وہ فوراً گھر سے باہر آ گیا۔

ایرج کراچی میں ہو گی۔وہ کہاں جا سکتی ہے۔اغوا کار پیسے مانگیں گے،وہ انہیں دے دیگا۔مگر وہ رابطہ تو کریں۔ارمغان۔۔۔جس شخص نے ایرج کو پھنسایا تھا وہ ارمغان ہی تھا،اسے یقین تھا۔وہی اس کا اغوا کار تھا۔اس نے پہلے ایرج کو پھنسایا ہو گا،اور پھر اغوا کر لیا ہو گا۔ہاں،ایسا ہی ہوا ہو گا۔مگر کوئی ثبوت،کوئی نشان نہ تھا۔اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ رہتا کہاں ہے۔

مگر وہ اسے بچا لے گا۔وہ ایرج کو بچا سکتا ہے۔

اسے امید تھی،اور ڈر بھی۔

~~~~~

(لاہور،حال)

www.novelsclubb.com

"ابا میری بات سنیں۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔ہاں میں جھوٹا ہوں۔۔۔میرے ساتھ یہ مت کریں۔۔۔۔دیکھیں۔۔۔۔۔دیکھیں میں نے اپنا جرم مان لیا۔۔۔۔دیکھیں میں جھوٹ بول رہا تھا مگر میں وہاں نہیں جاؤں گا۔۔۔۔"
~~~~~

گاڑی کے ٹائر سڑک پہ گھسے اور جھٹکا لگا تو اسے ہوش آیا۔اس کی گاڑی آدھی فٹ پاتھ پہ تھی اور آدھی روڈ پہ۔اس نے ذہن سے پرانی یادوں کی دھول کو پھونک مار کر اڑا دیا۔گاڑی کو ریورس کرتے واپس سڑک پہ چڑھایا اور خود کو ایک بار پھر کمپوز کیا۔لاہور اس کا شہر تھا۔مگر اسے لاہور سے نفرت تھی۔یہاں کی ہر چیز سے۔

موبائل پہ کسی کا نمبر ملاتے ہوئے اس نے فون کان سے لگایا۔

"آ گئے ہیں وہ؟" فون کے دوسری طرف سے کنیکٹ ہوتے ہی اس نے پوچھا۔

"یس باس۔ڈیلیورڈ۔وہ آ چکے ہیں۔جیسا آپ نے کہا تھا، بالکل ویسا ہی کیا جا رہا ہے۔"

"مجھے ان سے کسی چیز کی شکایت نہیں ملنی چاہیے، وہ وی آئی پیز ہیں۔" اس نے کال کاٹتے ہوئے فون برابر والی سیٹ پہ ڈال دیا۔

ایک زخمی مسکراہٹ اس کے لبوں پہ بچھ گئی۔ بائیں طرف ایک ڈمپل ابھرا جو داڑھی کی وجہ سے اتنا واضح نہیں ہوتا تھا۔ اسے داڑھی سے الجھن ہوتی تھی مگر صرف اس وجہ سے رکھی تھی تاکہ کسی کو اس کا چھوٹا سا ڈمپل نظر نہ آئے، خود اسے بھی نہیں۔ اسے اس ڈمپل سے نفرت تھی، اپنی مسکراہٹ سے نفرت تھی۔

اسے تو۔۔۔

خود سے بھی نفرت تھی۔

مگر وہ جی رہا تھا، ایک امید کے سہارے۔

~~~~~

(کراچی، حال)

www.novelsclubb.com

ارحم نے گاڑی کی رفتار کم کر دی تھی مگر اس کا بس چلتا تو تو گاڑی کو کسی کھمبے میں دے مارتا۔
~~~~~

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔کچھ بھی نہیں۔

پولیس سے ایف آئی آر کٹوانے کے بعد بھی پولیس ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے تھی۔ اگر کاروائی چل رہی تھی تو کچھوے کی رفتار سے۔ چھاپہ مارنے تک میں انہیں موت آ رہی تھی۔ بار بار ایک ہی بات دہرائی جاتی کہ کام چل رہا ہے، کاروائی ہو رہی ہے۔

ایرج بس ارحم اور اس کے گھر والوں کے لیے اہم تھی۔ پولیس والوں اور دیگر لوگوں کے لیے تو وہ ایک عام سی ہی لڑکی تھی جو ان کے خیال سے یا تو اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ بھاگ گئی ہے یا مر گئی ہے۔ایسی درجنوں رپورٹس تو روز معمول کے حساب سے درج ہوتی تھیں۔کام ایک پہ بھی نہیں ہوتا تھا۔

پاکستان کا ایک اصول تھا۔ اگر پیسہ آجاتا تو غیرت مر جاتی، اگر غیرت جاگ جاتی تو پیسہ جل جاتا۔

"سعد کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا، سارہ آپی کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ اور اب ایرج آپی کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے۔ میں ایرج آپی کو بچا سکتا تھا۔۔۔ میں انہیں روک سکتا تھا۔ پولیس کچھ نہیں کر رہی ہے، نا کچھ کرے گی۔۔۔ چار دن ہو گئے ہیں بھائی۔۔ چار دن۔ اور تین سے زیادہ دن اغوا ہونے والے افراد کا ملنا بالکل ایسا کہ سمندر میں کنکر تلاش کرنا۔۔"

www.novelsclubb.com

ارحم کے دل پہ کتنی چوٹ لگ رہی تھی اس کے چہرے سے واضح ہو رہا تھا۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا، دانیال کا چہرہ سرخ۔ آنکھوں میں آنسو ٹھہرے ہوئے تھے اور دانیال کی انہیں نہ بہانے کی جنگ چل رہی تھی۔ وہ بس دل کی باتیں اپنے دوست

جیسے بھائی کے ساتھ شئیر کر رہا تھا۔ مگر ارحم میں نہ اب سننے کی سکت رہی تھی، نہ کسی کو کنسول کرنے کی۔ وہ بس برداشت کر رہا تھا۔

"ہم سب کو کھوتے جا رہے ہیں۔ اور ہم کچھ نہیں کر رہے۔ سعد بھی ایسے ہی گم ہوا تھا، سارہ آپی بھی ایسے ہی مر گئیں تھیں۔۔۔ یہ کون ہے جو ہمارے گھر کے پیچھے ہے۔۔۔ کون ہے جو ہماری سانسوں کو ختم کرنا چاہتا ہے؟ ایرج آپی بھی۔۔۔۔ یہ کیوں ہو رہا ہے بھائی؟"

www.novelsclubb.com

وہ اپنے بھائی سے سوال کر رہا تھا۔ مگر اس کے پاس کوئی جواب ہی نہیں تھا دینے کے لیے۔

سورج سر کے اوپر چمک رہا تھا، دل مغرب کے سورج کی طرح ڈوب رہا تھا۔ وہ گھر کی طرف روانہ ہو گئے تھے، مگر فاطمہ منزل تو اب زندہ قبرستان بن چکی تھی۔

~~~~~

(لاہور، حال)

سلائڈنگ ڈور سے اندر داخل ہوتے اس کے قدموں میں لرزش پیدا ہوئی تھی۔ وہ جواب تک خود کو کمپوز کرتے آ رہا تھا، اب ایک عجیب سا کھنچاؤ تھا جو دل میں محسوس ہونا شروع ہوا۔ سب آسان لگ رہا تھا، مگر جیسے جیسے وہ حقیقت کے قریب آ رہا تھا، سب اتنا آسان نہیں لگ رہا تھا۔
~~~~~

قدموں میں تیزی آگئی۔آج خلاف توقع اس نے ریسپشن پہ جا کر سلام اور حال نہیں پوچھا تھا بلکہ وہ تیزی سے لفٹ کی بجائے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

"ایرج از ڈیڈ۔" تارا کے الفاظ دل پہ بھاری ہوتے جا رہے تھے۔وہ چاہ کر بھی ان کو جھٹک نہیں پا رہا تھا۔وہ ایرج کو دیکھنا چاہتا تھا؟ کیا تبھی اسے تارا کی بات پہ یقین آنا تھا؟ یا شاید وہ یقین کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔شاید وہ ایرج کو دیکھنا چاہتا تھا، مگر مردہ نہیں۔

www.novelsclubb.com

عجیب معاملہ ہے دل کا،

پہلے کھائی سے بچاتا ہے،

پھر بچا کر اسی میں گراتا ہے،

پہلے طبیعت بڑھاتا ہے،

پھر مزاج سے جوگ دلاتا ہے،

پھر محبت کے دھاگے بنواتا ہے،

اور پھر روگ بھی خود ہی لگاتا ہے،

پھر عشق کے لیے تڑپا کر،

عاشق بھی بنواتا ہے،

www.novelsclubb.com

عجیب معاملہ ہے دل کا،

خود بھی نہیں جانتا ہے کہ،

آخر خود کیا چاہتا ہے۔

کاریڈور کے آخری کمرے تک پہنچتے اس کی سانسیں پھول گئی تھیں۔ماتھے سے پھسلتا پسینہ شرٹ کے کالر پہ ٹپک رہا تھا۔اس نے ماتھے سے بال ہٹائے اور شرٹ کا ایک اور بٹن کھول دیا۔کندھے سے جھانکتا ڈریگن اب واضح ہو رہا تھا۔

اس نے دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کے اندر کے طرف دھکیلا،دروازہ کھلتا چلا گیا۔ایک ایک کر کے منظر میں شامل چیزوں پہ نظر پڑنے لگی۔

کمرہ بالکل سفید تھا۔سکون دہ۔کونے پہ ایک بیڈ تھا اور ساتھ ایک دراز اور ٹیبل۔برابر میں واش روم تھا اور بیڈ کے سائڈ پہ ایک کرسی تھی۔اس نے پہلے کرسی کی طرف دیکھا،وہاں تارا ٹانگ پہ ٹانگ جمائے،کانوں میں ائیر فونز ٹھوسے،مزے سے فون پہ کچھ دیکھ کر دھیمی ہنسی ہنس رہی تھی۔

دروازہ کھل کے جب پیچھے دیوار سے ٹکرایا تو تارا کی نظر دروازے کے ساتھ کھڑے وجیہہ شخص پہ پڑی جو اس کے برابر بیڈ پہ پڑے وجود کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی نظریں تارا تک آئیں۔ اس کی آنکھوں میں بہت سے سوالات واضح تھے۔ آنکھیں حیرت زدہ، تھکی اور بیزار سی تھیں۔

"یہ سانس لے رہی ہے۔۔۔ شی از فائن۔" وہ کہہ تو تارا سے رہا تھا مگر یاددہانی خود کو کروا رہا تھا۔ جیسے خود کو تسلی دے رہا ہو۔ اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی، کسی کھائی سے آتے ہوئی۔

www.novelsclubb.com

دوروس کی شکل دیکھتے ہی تارا کا قہقہہ چھوٹا تھا جسے وہ روک نہیں پائی۔

"واٹ از دس؟" اس کی آنکھوں میں انجان سا غصہ تھا، بیزاریت بھی۔

''ٹائم دیکھا ہے آپ نے؟ نیند سے اٹھانے کا اور یہاں لانے کا واحد راستہ یہی تھا۔''
وہ ٹانگ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کھڑی ہوئی، اب بھی مسکرا رہی تھی۔

''تم سیریس نہیں ہو سکتی۔۔۔۔میں تمہیں فائر کر رہا ہوں۔'' دونوں ہاتھوں سے منہ چھپاتے ہوئے اس نے گہری سانس بھری۔

''لک، میرا آئیڈیا کام بھی کر گیا۔'' وہ فاتحانہ سا مسکرائی۔

''میں اٹھ گیا تھا۔۔۔آ رہا تھا میں آفس۔۔۔''

''تم اس کی اتنی کیئر کیوں کرتے ہو، دوروس؟''اس کی بات کاٹتے ہوئے اس نے سوال کیا تھا، مسکراہٹ اب چہرے سے غائب ہو گئی تھی۔

''کیونکہ یہ میرا مارک ہے۔''اس نے ایرج کو بیڈ پہ لیٹے گہری سانسیں لیتے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ چمکا تھا۔

''اور بھی مارک ہیں تمہارے، مگر تم اس کی کیئر سب سے زیادہ کرتے آئے ہو۔ میں نوٹ کر لیتی ہوں۔۔''وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''ایسا نہیں۔۔۔''

''ڈویولوہر؟''تارا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''آئی ہیٹ ہر۔''اس نے فوراً سے چہرہ پھیر کر تارا کی طرف دیکھا۔چہرے پہ تاثرات پل میں پتھر ہو گئے تھے۔

''اگر نفرت کرتے تو اتنی کیئر نہیں کرتے۔خیر اگر تم نہیں بتانا چاہتے تو میں۔۔۔''

www.novelsclubb.com

''میں ایرج سے نفرت کرتا ہوں، مگر میں اس کی حفاظت کروں گا۔''اس نے بہت دھیمے لہجے میں ایرج کو دیکھتے ہوئے کہا تھا، جیسے تارا کہ بجائے ایرج سے مخاطب ہو۔

"لگتا ہے کوئی طویل خواب دیکھ رہی ہے۔"اس نے ایرج کے چہرے کو اب بغور دیکھا تھا۔

"مجھے لگتا ہے تم بھی کوئی طویل خواب دیکھ رہے ہو۔"تارا نے نظریں فون پہ جھکا لیں۔دوروس اسے دیکھتا رہا۔

"خیر،وہ آ گئے ہیں۔میٹنگ میں آدھا گھنٹہ رہتا ہے۔"تارا اس کو کراس کرتے دروازے کی طرف بڑھنے لگی کہ دوروس نے اسے پکارا۔

"تارا، تم ایک قابل اور ذہین ساتھی ہو میری۔ میرے ساتھ بہت عرصے سے کام کر رہی ہو۔ مگر میرے ساتھ آئندہ ایسا مذاق نہیں کرنا۔ یو کین لیو ناؤ۔" اس کی نظریں واپس ایرج پہ آ گئیں۔

"آف کورس، مسٹر وہیپٹ۔"

اور اس سے پہلے کے دوروس اس کا قتل اسی وقت سرانجام دیتا، وہ ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

دوروس اکیلا کھڑا رہ گیا۔ گہری سانس لیتے ہوئے وہ کرسی پہ آ بیٹھا اور فون نکال کر کسی کا پیغام پڑھنے لگا۔ وقفے وقفے سے اس کی نظریں سامنے بیڈ پہ آٹھ جاتیں جنہیں وہ فوراً جھکا دیتا اور واپس فون پہ غور کرنے لگتا۔

~~~~~

(کراچی، حال)

ایک نئی صبح، ایک نئی مسافت

www.novelsclubb.com

ارحم گاڑی چلاتے کسی سوچ میں گم تھا جبکہ برابر بیٹھا دانیال کھڑکی سے باہر دیکھتے کل رات موصول ہوئی کال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔
~~~~~

پچھلی رات ارحم کو ایک کال موصول ہوئی تھی۔اس شخص نے انہیں ایڈریس بھیجا اور وہاں آنے کا کہا۔ساتھ اپنا نام بتایا۔ارحم نہ اسے اس کی آواز سے پہچان پایا تھا،نہ اس کے انداز گفتگو سے۔وہ شخص بہت صاف گو اور سیدھی بات کرنے والا تھا۔ آواز بھاری تھی اور اس میں عجیب سا تاثر تھا جو ارحم کے ذہن پہ نقش ہوتا چلا گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ایرج کے بارے میں کچھ جانتا ہے اور ان کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ اس کی آواز،اس کے لہجے میں ایک امید تھی جو ارحم اور دانیال کے ساتھ ساتھ جاوید،حنا اور مریم کے دل سے بھی جڑ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ شخص جھوٹا بھی ہو سکتا تھا۔۔فریب کار اور غلط انسان بھی ہو سکتا تھا۔مگر پتا نہیں کیوں،وہ مسیحا لگتا تھا۔۔ایسا فرشتہ جو مدد کرنے آیا ہو۔اور جس حالات میں ارحم اس وقت تھا،وہ اس شخص کا یقین فوری طور پہ کر چکا تھا۔

دھوپ کے باعث دانیال نے چہرہ گاڑی کے اندر کر لیا۔ڈیش بورڈ پہ ایک چھوٹی سر مئی پستول رکھی ہوئی تھی۔کچھ بھی ہو سکتا تھا جہاں وہ جا رہے تھے۔انہیں اپنی حفاظت میں کوئی کمی نہیں رکھنے چاہیے تھی۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ ایک ڈھکے چھپے علاقے میں پہنچ گئے جو لیاری سے تھوڑے اندر جا کر تھا۔گلیاں بہت تنگ تھیں۔سڑکیں چند دن پہلے ہوئی بارش کی وجہ سے پانی اور کیچڑ میں گم ہو گئی تھیں۔اتنے گڈھوں کے باعث ارحم کو گاڑی گلی سے تھوڑے دور پارک کرنی پڑی۔

www.novelsclubb.com

دونوں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے گلی میں داخل ہو گئے اور گھر گھر کا نمبر دیکھنے لگے۔

چھوٹی سی پستول بیلٹ میں مہارت سے پھنساتے ہوئے اس کی نظریں ہوشیار تھیں۔اس نے آج سفید ٹی شرٹ پہ سرمئی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔جبکہ دانیال ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں تھا۔

گلی کے آخری گھر سے پہلے ایک سفید دروازے والا خستہ سا مکان تھا جس کی دیواریں بے رنگ تھیں اور سیمنٹ اور پتھر دکھ رہے تھے۔اس مکان کا نمبر ایڈریس والے نمبر سے مل گیا تو وہ دونوں سامنے آ گئے اور ایک نظر اوپر سے نیچے اس مکان کو دیکھا جو گھر جیسا لگ رہا تھا۔دانیال نے آگے بڑھ کے گھنٹی بجائی۔

www.novelsclubb.com

پہلی گھنٹی پہ کوئی باہر نہیں آیا۔دانیال نے دوسری گھنٹی بجانے کے لیے قدم بڑھائے مگر تبھی دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

دروازے کو دونوں ہاتھوں سے تھامے ایک لڑکی سامنے آئی۔اس نے ایک ہاتھ سے دوپٹہ تھاما اور منہ چھپالیا۔

"جی۔۔؟ کس سے ملنا ہے آپ کو؟" اس لڑکی نے، جو سفید رنگت اور شفاف چہرے سے پچیس چھبیس سال کی لگ رہی تھی، جس کی آنکھیں سرمئی تھیں اور اس نے جامنی کا مدار جوڑا پہنا ہوا تھا، ارحم سے پوچھا۔

"ہمیں یہاں بلایا گیا ہے۔" ارحم نے نظریں جھکاتے ہوئے بولا۔

"کس نے بلایا ہے؟" دروازہ کھولنے کے بجائے اس نے پھر سوال کیا۔

اس کے سوال پہ ارحم نے اس شخص کا نام سوچا جس نے اسے کل کال پہ اپنا نام بتایا تھا،اسے وہ نام یاد تھا۔

''ایس پی حیدر ذوالفقار نے۔''

اس نے بہت ہلکے سے کہا اور پھر ارحم نے اس لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھیں اس کے نام لینے پہ پل بھر کو چمکی تھیں۔ان سرمئی آنکھوں میں کچھ عیاں ہوا تھا جسے وہ جانچ نہیں پایا۔

www.novelsclubb.com

لڑکی نے کوئی اور سوال کئے بغیر دروازہ کھول دیا اور خود ایک طرف کھسک گئی۔

وہ اندر آئے تو انہیں مکان کا اصل اندازہ ہوا۔ گھر باہر سے جتنا خستہ اور کچا لگ رہا تھا اندر سے اتنے ہی اچھے سے تعمیر کیا گیا تھا۔ شاید اس کا کام چل رہا تھا اسی لیے باہر سے وہ ایسا تھا۔ داخلی دروازے سے سامنے ایک لمبی راہداری تھی اور چند کرسیوں پہ اکا دکا عورتیں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ دیواروں پہ رنگ برنگی تصویریں آویزاں تھیں جو اکثر اسکول و مدارس میں لگائی جاتی ہیں۔ داخلی دروازے کے ساتھ ہی سیڑھیاں تھیں جو دوسری اور پھر تیسری منزل تک جاتی تھیں۔

"سیکنڈ فلور پہ سامنے والے کمرے یا پھر آفس میں ہونگے وہ۔" ارحم نے غور کیا تھا کہ اس لڑکی کی آواز بہت پھٹی پھٹی سی ہے، جیسے کسی مرد کی بھاری آواز ہوتی ہے۔ اس لڑکی کے بال ڈھکے ہوئے تھے مگر جھلکیوں سے واضح ہوتا تھا کہ اس کے بال گہرے بھورے اور لمبے ہیں۔

وہ دونوں ایک کے بعد ایک سیڑھی پھلانگتے ہوئے دوسری منزل تک پہنچ گئے تھے۔ارحم کا ہاتھ پینٹ میں چھپی پستول پہ بار بار پہنچ رہا تھا۔

دوسری منزل تک پہنچتے جو سب سے پہلی آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی وہ بچوں کے بے ہنگم شور شرابے اور اساتذہ کی زوردار آواز میں کوئی سبق پڑھانے کی تھی۔ جیسے وہ واقعی کوئی اسکول تھا اور وہاں کلاسز چل رہی تھیں۔دوسری منزل پہ دو الگ الگ کاریڈورز نما راہیں تھیں جن کے شروع میں ایک کمرہ تھا اور سیڑھی کے پاس ایک آفس تھا۔

www.novelsclubb.com

آفس کے اندر دو لوگ کسی بات میں مصروف تھے۔ایک شخص ڈیسک پہ جھکا کوئی کاغذات دیکھ رہا تھا اور دوسرا شخص ڈیسک کی کرسی پہ براجمان تھا۔

ارحم نے جیسے ہی دروازے پہ دستک دی۔ڈیسک پہ جھکا ہوا مردان کی طرف مڑا۔ اوراس کا چہرہ اور جسم ان دونوں کو واضح ہوا۔

وہ کوئی تیس سے اوپر کی عمر کا نوجوان تھا جس نے کریم کلر کی ڈریس پینٹ پہ سفید رنگ کی ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔کالر کا بٹن کھلا ہوا تھا اور گردن سے کریم کلر کی ٹائی لٹک رہی تھی جس کا ناٹ ڈھیلا تھا۔شرٹ کی آستینیں کہنیوں سے تھوڑے نیچے تک فولڈ تھیں۔

www.novelsclubb.com

اس شخص کی رنگت گندمی تھی اور چہرے کے نقوش لوہے کی دھار کی طرح سخت۔ماتھے سے آنکھوں کو پار کرتے،اور لبوں تک ایک بہت ہلکا سا نشان تھا جو کسی بہت پرانے زخم کی نشاندھی کر رہا تھا جسکا اب صرف نشاں رہ گیا ہو۔چہرے پہ موجود ہلکی سیاہ داڑھی جو نفاست سے تراشی ہوئی تھی۔

بال چھوٹے چھوٹے کٹے ہوئے تھے جو زیادہ تر سیاہ تھے مگر سفید بالوں کی جھلک دکھ رہی تھی۔

اس شخص کو جو چیز سب سے منفرد بنا رہی تھی، وہ اس کی آنکھیں تھیں۔اس کی آنکھیں دور سے تو سیاہ لگتی تھیں مگر وہاں کھڑے اس کی آنکھوں پہ کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی اُن کا اصل رنگ واضح کر رہی تھیں۔

اس کی آنکھیں کسی گہرے سمندر کی طرح نیلی تھیں۔بے حد گہری۔اور اس کی شخصیت بھی کسی ٹھہرے سمندر جیسے تھی۔خاموش، یخ بستہ، گہری۔

''آپ ارحم ہیں، رائٹ؟'' وہ جب بولا تو اس کی آواز بے حد بھاری تھی۔ اور اس کا دھیما اور خاموش لہجہ اس کی آواز کو اور گہرا کرتے جا رہا تھا۔ وہ ایسے بولتا تھا جیسے سرگوشیوں میں بات کر رہا ہو۔

''اور آپ۔۔۔''

''ایس پی حیدر ذوالفقار۔'' اس نے دانیال کے سوال کا جواب سوال مکمل ہونے سے پہلے دے دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''میرے ساتھ چلیں۔'' وہ ڈیسک پہ بیٹھے شخص کو اشاروں میں کچھ کہتا آفس سے نکل گیا اور ارحم سے مختصر گفتگو کرنے لگا۔ دانیال کو ان دونوں نے اپنی باتوں سے ایسے نکال باہر کر دیا تھا جیسے بریانی میں الائچی۔

وہ تینوں اب ساتھ چل رہے تھے، حیدر اور ارحم ہم قدم بات کر رہے تھے اور دانیال ادھر ادھر کا جائزہ کے رہا تھا۔

امید، شاک، خوف اور اطمینان کی ایک عجیب سی کیفیت تھی جو دانیال کے ذہن میں بیٹھتی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

~~~~~

(لاہور، حال)
~~~~~

کاریڈور کی جانب بڑھتے ہوئے اسے آفس میں عجیب سی ایک چھٹی حس محسوس ہوئی تھی کہ کچھ غلط تھا۔۔۔کچھ ہوا ہو، کچھ غلط۔

اس نے ذہن سے خیالات جھٹکتے ہوئے قدموں کی رفتار تیز کر دی اور لفٹ کی طرف قدم بڑھائے۔

یہ ہیرا منڈی سے فاصلے پہ ایک جگہ کی عمارت تھی جس کی دیواریں پست اور مضبوط تھیں۔پوری عمارت گہرے سفید رنگ میں رنگی ہوئی تھی مگر اس عمارت کے اندر تمام کام سیاہ ہوتے تھے۔

دوروس ابھی تیسری منزل کے کاریڈور میں چل رہا تھا۔اس منزل پہ صرف تین کمرے تھے۔اور اس منزل تک آنے کی اجازت دوروس تک محدود تھی۔

ان تین کمروں میں سے دو کمروں کے دروازے سیاہ تھے۔اوران کے درمیان میں جو کمرہ تھا،اس کے دروازے کا رنگ سرخ تھا۔

ایک وی آئی پی میٹنگز کے لیے۔

ایک کولڈ روم تھا۔جہاں کیمیلز کے ڈرم ہوتے تھے تاکہ بوڈی ڈسپوز ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

اور تیسرا۔جو سب سے منفرد تھا۔وہ ریڈ روم تھا۔

وہ کاریڈور کے آخری والے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

وہ سیاہ دروازے کے قریب آیا اور دروازہ کھولا۔ یہ واحد کمرہ تھا جس کی دیواریں سیاہ تھیں۔ اس کمرے میں کوئی روشنی نہ تھی نہ کوئی بلب۔ کمرہ ایک چوکور ساڈبہ لگتا تھا جس کی ایک دیوار کے بالکل اوپری کونے پہ ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جو برائے نام روشنی کا ذریعہ تھی۔

یہ میٹنگ روم تھا۔ یہاں باسز، لیڈرز اور بائیرز کی میٹنگز ہوتی تھیں اور ان میٹنگز کا ایک وقت مقرر تھا۔ ہر میٹنگ صرف دن کے وقت تین بج کر دو منٹ پہ ہوتی تھی۔ ہر ملاقات کا ایک ٹائم لمٹ تھا۔ صرف چار منٹ۔ نہ ایک سیکنڈ اوپر، نہ ایک سیکنڈ نیچے۔ کیونکہ یہ وہ واحد وقت تھا جب اس کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی کا زاویہ سیاہ کمرے کے درمیان رکھی ٹیبل پر ہوتا تھا۔ ٹیبل کے آمنے سامنے دو کرسیاں تھیں۔ سورج کی روشنی صرف ٹیبل کو چمکاتی تھی، اس کی روشنی کرسیوں تک نہیں آتی تھی۔ کرسیاں سائے میں رہتیں جبکہ ٹیبل روشن۔ اس سے وہاں بیٹھے

لوگوں کے چہرے واضح نہ ہوتے۔ ٹیبل کی روشنی صرف اس لیے کام آتی تاکہ روشنی کے بدولت دیکھا جاسکے اور پیسے دیے اور لیے جاسکیں اور ان کو روشنی میں گنا جاسکے۔ یا تو دھمکانے کے لیے پستول کا برانڈ شو آف کیا جاسکے یا کانٹریٹ پیپر پہ دستخط کیے جاسکیں۔

وہ کمرے میں داخل ہوا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا جو خود بخود لاکڈ ہو گیا۔ کمرے میں اندھیرے کے سوا کچھ نہ تھا۔ بس ایک لمبی سی میز پہ روشنی کی کرن پڑ رہی تھی۔ وہاں دو وجود بیٹھے تھے، وہ اُن کی موجودگی کو محسوس کر سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

دو روس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے، پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے میز تک آیا۔ اس کا کوٹ غائب تھا اور ابھی وہ صرف ڈریس پینٹ اور شرٹ میں ملبوس تھا

حالانکہ شرٹ کے کلف بند تھے۔دونوں ہاتھ کلائی تک چھپے ہوئے۔وہ ہمیشہ کی طرح تروتازہ اور وجیہہ لگ رہا تھا۔

گھپ اندھیر کمرے میں قدم بڑھاتے وہ ایک کرسی پہ براجمان ہو گیا۔اس کے سامنے دو وجود تھے جن کو وہ دیکھ نہیں سکتا تھا مگر محسوس کر سکتا تھا۔اُن کے نقوش تھوڑے تھوڑے واضح ہوئے تھے۔کھڑکی سے آتی روشنی واحد راہ نور تھی۔

"وہ کہاں ہے؟"اس زنانہ آواز سے اندازہ ہوا تھا کہ ان دو میں سے ایک عورت ہے۔

"ریسٹنگ۔"دوروس نے یک لفظی جواب دیا۔

"ہمیں اس سے ملنا ہے۔" اندھیروں میں سے دوسرے وجود کی آواز آئی۔ وہ مردانہ تھی۔

"ابھی نہیں۔ وہ سو رہی ہے۔" دوروس نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"ہمیں اس سے ملنا ہے، ابھی!" اس عورت نے آگے جھکتے ہوئے ٹیبل پہ ہاتھ مارا جس سے کمرے میں آواز گونجی۔ دوروس نے دیکھا مرد نے عورت کے شانے تھامے تھے۔

"آپ لوگ ریسٹ کریں۔جب وہ ہوش میں آجائے گی، میں آپ لوگوں کو اس سے ملوادوں گا۔" وہ کہہ کر اٹھ گیا۔اس کی جیب میں ایک سیل فون بج رہا تھا۔ اندھیرے میں اس کا وجود گم ہو گیا۔کرسی پہ بیٹھے وجود خلاء میں دیکھتے رہ گئے۔

چار منٹ کی ملاقات میں دوروس نے کوئی بھی ایسی میٹنگ نہیں کی تھی جو تیس سیکنڈ میں مکمل نا ہو گئی ہو۔

www.novelsclubb.com ~~~~~

(کراچی، حال)

اب وہ دونوں ایک بیڈ روم نما کمرے میں آ گئے تھے۔ایک سنگل بیڈ، برابر میں ایک اسٹڈی ٹیبل۔دیوار کے کونے میں الماری تھی اور گیلری کے دروازے کے پاس بھی ایک چھوٹی سی ٹیبل تھی جس پہ قرآن مجید اور چند کتابیں سیٹ ہو کر رکھی ہوئیں تھیں۔ گیلری کے دروازے کے برابر ایک کھڑکی، جس کا پردہ کھلا ہوا تھا ایک دھوپ چھن کر آتی حیدر کے چہرے کو چمکا رہی تھی۔وہ گرل پکڑے باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا،ارحم اور دانیال اس کی پشت۔

وہ کچھ بولنے ہی والا تھا کہ کھلے دروازے پہ دستک ہوئی۔حیدر نے چہرہ موڑ کہ دیکھا،اور اس کے چہرے پہ کوئی سایہ سا گزرا،اس کی نیلی آنکھوں میں سمندر سی لہریں اٹھیں جو ظاہر ہونے سے پہلے ہی بیٹھ گئیں۔

دروازے کے قریب وہی لڑکی کھڑی تھی جس سے ارحم اور دانیال پہلے ملے تھے۔ اس نے اب بھی وہی لباس پہنا ہوا تھا بس ایک شال اوڑھ لی تھی اضافی۔

"روم ٹین میں آپ کو بلا رہے ہیں۔" اس کی آواز سنتے ہی انہوں نے حیدر کو دیکھا۔اس کے چہرے پہ مسکراہٹ سی تھی۔ پھر اس نے ارحم اور دانیال کو دیکھا تو مسکراہٹ فوراً سمٹ گئی۔ وہ اُن کی سوالیہ نظریں دیکھتے ہوئے گویا ہوا؛

"شی از۔۔۔۔شی از النساء" وہ کہتے ہوئے ہچکچایا تھا اور پھر اس کی طرف، اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

اس کی سرمئی آنکھوں میں شعلے اٹھ رہے تھے۔اس نے دانت کچکچائے اور لب بھینچ لیے تھے۔اچانک سے ایک عجیب سی کیفیت اس ماحول پہ طاری ہونے لگی کہ وہ لڑکی فوراً رخ موڑ کہ دوسری طرف بڑھ گئی،اور وہ تینوں اسے جاتا دیکھتے رہ گئے۔

حیدر نے ہاتھ مٹھی بناتے ہوئے ڈیسک پہ جما دیے اور واپس کھڑکی کے پار دیکھنے لگا۔

ارحم اور دانیال وہاں کسی بت کی طرح بس شود یکھ رہے تھے،انہیں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ کونسی جگہ تھی اور یہ کون سے لوگ تھے۔

سامنے کھڑے مرد نے ایک ہاتھ سے ٹائی کی ناٹ اور ڈھیلی کی اور بٹن کھولا۔گہری سانس بھرتے ہوئے وہ کہنا شروع ہوا۔

"مجھے نہیں پتا ایرج کا آپ لوگوں سے کیا رشتہ ہے مگر مجھے علم ہوا ہے کہ آپ لوگ اس کی تلاش میں ہیں۔"

اس نے چہرہ موڑ کہ ان دونوں کو باری باری دیکھا۔

"اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔"

~~~~~
~~~~~

(لاہور، حال)

کاریڈور میں لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس نے ہاتھ میں پکڑے فون پہ نمبر اور نام دیکھا، ایک نظر آفس کے ماحول پہ دوڑائی۔ ہر جگہ ایک افراتفری پھیلی تھی۔ شیشے سے باہر وہ اپنی مینیجر، حیات کو کبھی ادھر، کبھی ادھر بھاگتے دیکھ رہا تھا۔

اس نے کال کاہر ابٹن دبایا اور فون کان اور گردن سے پھنساتے ہوئے ہاتھوں کے کلف کھولے، آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کرتے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بغور دیکھا۔

دونوں ہاتھوں پہ کلائی سے کہنیوں تک الگ الگ زاویوں سے آڑھے ترچھے کٹس لگے ہوئے تھے۔ کچھ نئے، کچھ پرانے زخم، کچھ چھوٹے، کچھ بڑے زخم۔

وہ اب بھی سیلف سیڈسٹک تھا،اسے بلیڈز اور نوکیلی چیزوں سے خود کو درد دینے میں آرام حاصل ہوتا تھا۔

سیلف ہارم انسان اس سکون،اس لطف کے لیے کرتا ہے کہ جب وہ اپنے ہاتھ پہ کٹ لگائے اور نس پھٹے،نس کے پھٹنے سے ایک نرمی اور گرماہٹ کا احساس انسان کو سکون دیتا ہے کیونکہ اس چھوٹے سے لمحے میں خون اپنا راستہ جلد سے باہر بنا رہا ہوتا ہے۔زیادہ تر لوگ سیلف ہارم کے لیے کلائی سے تھوڑے اوپر والی جگہ کا انتخاب کرتے ہیں کیونکہ وہ سخت اور نرم دونوں ہوتی ہے۔سیلف ہارم کے لیے کبھی بھی ہتھیار استعمال نہیں ہوتا،جیسے کہ چھری۔سیلف ہارم زیادہ تر کم نقصان دہ چیزوں سے کیا جاتا ہے۔جیسے کہ شارپنر کا بلیڈ،چشموں کا شیشہ اور کانٹا۔اس سے

اسکن آہستہ آہستہ پھٹتی ہے اور کٹ لگنے میں اور خون نکلنے میں وقت لگتا ہے جس سے انسان کو زیادہ آرام ملتا ہے۔

دوروس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے فون ہاتھ سے پکڑا۔ ہاتھوں میں اور پورے جسم میں جلن ہو رہی تھی جس کی وجہ سے وہ بار بار گردن اور ہاتھ مسل رہا تھا۔ پورا جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا۔

"جو میں نے سنا ہے، کیا وہ سو فیصد درست خبر ہے؟"

وہ پر سکون لہجے میں بولا تھا۔ جبکہ دل تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

"ہاں." دوسری طرف سے جواب آیا تو اس نے فون کان سے ہٹا لیا۔ اس کے دل اور دماغ میں پہلی بار ڈر بیٹھا تھا۔ موت کا ڈر۔

کیا ہوا اگر اسے ہوش نہیں آئے۔۔۔

کیا ہوا اگر وہ اسے سب نہیں بتا پائے؟

کیا ہوا اگر وہ کچھ کہنے سے پہلے ہی مر جائے؟

نہیں۔۔۔۔ وہ ایسے نہیں مرنا چاہتا تھا، اسے موت قبول تھی، مگر ایک پر سکون اختتام کے ساتھ۔

www.novelsclubb.com

وہ ابھی نہیں مر سکتا۔

ابھی نہیں۔

اس نے فون پہ ایک اور نمبر ملایا۔

"پلین ہائی جیک کروانی ہے، امید ہے تم اس کام میں ماہر ہو گے۔" کال کنیکٹ ہوتے ہی اس نے کہا تھا۔

~~~~~

www.novelsclubb.com

(کراچی، حال)

"مجھے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔"
~~~~~

وہ اب بھی دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا جو بت بنے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"اور صرف ایرج اغوا نہیں ہوئی ہے۔ایرج کے علاوہ چالیس عورتیں اور بچے ہیں جو پچھلے پانچ سالوں میں اغوا ہوتے گئے ہیں۔"

اس نے سانس لینے کا وقفہ لیا۔ارحم اور دانیال کی جیسے سانسیں رک چکی تھیں۔

"ایک پولیس آفیسر ہوتے ہوئے مجھے یہ کہتے افسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی پولیس، خاص کر کہ کراچی کی، چلان کاٹنے کے لیے ہر وقت، ہر جگہ موجود ہوتی ہے مگر چھاپہ مارنے اور فورینسک نکالتے انہیں موت آتی ہے۔آپ کی درج کی گئی ایف-آئی-آر پہ زیادہ سے زیادہ دو ہفتے کام کیا جائے گا، اگر ان میں وکٹم مل گیا تو واہ واہ، اور نہیں ملا تو منہ پہ آپ کو خدا حافظ کہہ دیا جائے گا۔آپ زیادہ پیسے مانگنے

نکلیں گے تو یہ تو الزام آپ کے اوپر آئے گا، یا پیسوں کا ریل پیل لگانے کا کہا جائے گا۔"

ارحم نے کرسی کا کونا تھام لیا، حیدر نے منہ موڑ لیا، دانیال نے سر جھکا لیا۔

"یہ ریسکیو اور لرننگ سینٹر ہے، پرائیوٹ۔ جن سب کو آپ نے اب تک دیکھا ہے وہ تمام ریپ اینڈ اسالٹ وکٹمز ہیں، بشمول بچے اور بوڑھے، لڑکے اور لڑکیاں۔ ہمارے معاشرے میں پیڈوفائلز اور ریپسٹ پائے جاتے ہیں، ہر دس میں سے تین لوگوں نے کسی نا کسی طریقے سے وائلنس اختیار کیا ہوتا ہے، چاہے وہ گھر ہو یا ورک پلیس۔"

اس کا چہرہ دوسری طرف تھا اور ارحم کی آنکھوں میں کچھ جل رہا تھا۔شاید نفرت، شاید بدلے کی آگ۔۔۔یا شاید کچھ اور۔اسکے جسم پہ کچھ رینگا تھا۔۔۔

''ڈیڑھ سال کی کوشش کے بعد ہم نے ایرج کے ساتھ ساتھ ان چالیس وکٹمز کو بھی مارک کر لیا ہے جو پچھلے پانچ سالوں سے گم ہیں۔ان میں ایرج کا سب سے آخری اور نیا نمبر ہے۔''

اس نے دونوں کے تاثرات دیکھنے کے لیے پھر چہرہ موڑا۔

''وہ ٹھیک ہیں؟''اب کی بار دانیال نے پوچھا تھا جبکہ ارحم کسی سوچ میں گم تھا۔ان دونوں کا خیال تھا وہ کوئی تاوان والے اغوا کار ہیں،ان کا خیال تھا ایرج کراچی میں ہے۔۔۔

"میں جھوٹی امید اور دلاسہ نہیں دے سکتا۔ ہم انہیں ٹریک کر رہے ہیں، وہ ہیرا منڈی اور لاہور کے نہایت چھپے ہوئے علاقے میں بس رہے ہیں۔" اس نے سر جھکایا۔

"مگر۔۔۔ یہ سب کون چلا رہا ہے۔"

"یہ بزنس ہے۔ جیسے ڈیٹنگ ایپس ہوتی ہیں، یہ کاروبار ہے۔ یہاں سے ڈارک ویب کا لنک بھی جڑتا ہے، اس کو کوئی ایک آدمی یا پارٹی نہیں چلا رہا، بلکہ سب نے اس میں اپنا حصہ لیا ہوا ہے اور گروپس میں بٹے ہوئے ہیں۔ کچھ گروپس پیڈوفائلز کے ہیں جو بچوں پہ تشدد کے پیسے دیتے ہیں، کچھ پورن اڈکٹ ہیں جو پورنوگرافی کے لیے پیسے دیتے ہیں، کچھ سیڈسٹک ہیں جو دوسروں پہ ٹارچر کرواتے ہیں۔ اور

کچھ سیلف سیڈ سٹک ہیں جو خود پہ ٹارچر کر کے پیسے کماتے ہیں۔ یہ سب، یہ سارے وکٹمز، یہ سارے معصوم لوگ ''مال'' ہیں، یہ اسمگل ہوتے ہیں، بینکاک، ہانگ کانگ، ٹوکیو، نیپال، اوہایو اور نجانے کہاں کہاں۔ سمجھو یہ ایک سوسائٹی ہے، جیسے syndicate ہوتی ہے۔''

امید بھی کیا شے ہے،

جھوٹ اور تسلی کے درمیان،

ڈگمگاتے رہتی ہے،

دل کی دو شاخوں کو،

ایک دھاگے سے باندھے رکھتی ہے۔

www.novelsclubb.com

''مگر ہماری مدد کیوں کر رہے ہیں آپ؟'' تجسس بھرے لہجے میں ارحم نے اس سے پوچھا۔ وہ ارحم سے قد میں تھوڑا چھوٹا تھا، پانچ فٹ نو انچ۔ بال سیاہ تھے، چھوٹے چھوٹے کٹے ہوئے تھے۔ مگر اسکا دھڑ کسرتی تھا۔

''آپ کو اپنی کزن زندہ سلامت نہیں چاہیے؟''

''مگر ہماری مدد سے آپ کو کیا فائدہ، آپ کیوں کر رہے ہیں مشقت مفت کہ لیے؟'' ارحم کا دل شاید پہلی بار منفی سوچ رہا تھا۔

''اغوا کار کے پاس میری ایک چیز ہے، جو مجھے اس سے حاصل کرنی ہے۔'' اس نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور وہ کیا ہے؟''

''ناٹ یور میٹر۔'' وہ کہتے ہوئے ان دونوں کے قریب آیا۔

''آپ لوگوں کو ابھی صرف ایرج کی خیریت کی فکر ہونی چاہیے۔ باقی باتیں بعد میں، چائے پی کے جایئے گا، آپ لوگ میرے مہمان ہیں آج کے لیے، مگر امید ہے کہ جلد پارٹنرز بننے کے لیے تیار ہوں گے۔''

وہ کندھے پہ ہاتھ رکھ کر دروازے سے سلام کرتے نکل گیا۔

~~~~~

(حال،لاہور)

خود کو نارمل کرتے اس نے سیکنڈ فلور پہ موجود سفید کمرے کا دروازہ دھکیلا جہاں بے ہوش، بے جان ایرج دنیا کے اصل سے بے خبر ایک طویل خواب کے سلسلے میں کھوئی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ دروازے سے ٹیک لگائے، دل میں ایک امید جگائے اسے دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ فون پہ بات کر رہا تھا جبکہ دماغ کہیں اور الجھا ہوا۔
~~~~~

''سر کو انفارم کرو۔۔ جا کر حل تلاش کرو، میرا سر کیوں کھا رہے ہو؟ یہ میرا سر درد نہیں ہے۔ برانچ میری ہے مگر اب اگر ہم پکڑے جانے والے ہیں تو اس کو روکنے کے لیے میں کچھ نہیں کر سکتا۔'' وہ بہت دھیمے اور آہستہ آہستہ بات کر رہا تھا۔

''ہم لاہور سے بین کاک زندہ جائیں گے یا نہیں، یہ سر کے ہاتھ میں ہے۔ اور مجھے تو موت کا کب سے انتظار ہے، مجھے نہیں پتا کہ اس (گالی) ایس پی نے ہمیں کیسے ٹریک کیا، میرے پاس اس حوالے سے کوئی پلین نہیں تھا۔ سیکیورٹی از ناٹ مائی ڈیپارٹمنٹ۔ یہ میرا کام نہیں۔'' وہ دوسرے شخص کی بات کا جواب دے رہا تھا۔ سیاہ شرٹ پہ اب سیاہ کوٹ بھی موجود تھا۔

اس نے نگاہ واپس بیڈ پہ لیٹے وجود پہ مرکوز کی،اور پھر اس نے وہ ہوتے دیکھا جس کو دیکھنے کے لیے اس نے نجانے کتنے دن انتظار کیا تھا۔اس نے لمحوں میں لائن کاٹ کہ فون جیب میں ڈال دیا۔

ہاتھوں کی مٹھی لبوں پہ سمیٹے وہ اسے دیکھے گیا۔

ایک آخری موقع۔

www.novelsclubb.com

~~~~~
~~~~~

پہلی بار جب اس کی آنکھ کھلی تو آنکھوں میں پانیوں نے سب دھندلا کر دیا۔اسے بس کچھ سفید سی جھلک نظر آئی۔

~~~~~

دوسری دفعہ جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے تو اسے اپنے سر کے اوپر گھومتا پنکھا دکھائی دیا۔آنکھوں اور منظر کے ارد گرد سب سفید تھا۔موت جیسا سفید۔

www.novelsclubb.com

وہ کہاں تھی؟

بے حد تکلیف کے باعث اس نے آنکھیں پھر موند لیں۔
~~~~~

~~~~~

تیسری بار جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے یخ ہوا کا احساس ہوا۔ جیسے اس کا پورا جسم سردی میں جم رہا ہو۔ اس نے آنکھوں کو اوپر، نیچے، دائیں، بائیں گھمایا۔ اسے اس سفید کمرے میں ایک سیاہ وجود کی جھلک نظر آئی۔ وہ کیا تھا؟ کوئی سایہ؟ کوئی وہم؟ یا کوئی شخص؟

www.novelsclubb.com

وہ کہاں تھی؟ کیا وہ زندہ تھی؟

اس نے آنکھیں پھر موند لیں، مگر اب دماغ جاگ رہا تھا۔
~~~~~

~~~~~

چوتھی بار جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے منظر صاف دکھائی دیا۔ سیلنگ سے لٹکا پنکھا سست رفتار سے چل رہا تھا۔ پھر اس نے خود پہ اوڑھی سفید چادر کو دیکھا۔ کیا وہ کفن تھا؟ کیا وہ مر چکی تھی؟

اس نے آنکھوں کو ایک بار اور جھپکا، پانی کی ایک بوند آنکھ سے بہہ کر کان کی لو میں چلی گئی۔ اس نے اپنے پاؤں کو ہلانے کی کوشش کی، پھر ہاتھوں کو اٹھانے کی کوشش کی۔ حرکت ہو رہی تھی مگر شدید درد بھی تھا جو کہیں اندرونی جسم میں اٹھ رہا تھا۔
~~~~~

اسے اپنے سے دور ایک آہٹ سنائی دی۔ دروازہ، ہاں کوئی دروازہ بجا تھا۔ لکڑی کا۔۔۔ درازی بند ہونے کی آواز۔۔۔ اس نے آنکھیں ایک بار پھر بند کر لیں۔

~~~~~

پانچویں بار جب اس کی آنکھ کھلی تو حال کے ساتھ ساتھ ماضی کی جھلکیاں بھی ذہن میں ابھرنے لگیں۔ وہ کہاں تھی، نہیں جانتی تھی، مگر اس کے ساتھ آخری دفعہ کیا ہوا تھا، اسے یاد آنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

ٹرک، سڑک، چیخ، شور، صدر، سفید، خون، سیاہ، اندھیر۔
~~~~~

ایک درد کی ٹھیس پاؤں کی رانوں میں اٹھی۔اور اسے یاد آنے لگا۔آخری بار جب وہ ہوش میں تھی تو اسے کسی چیز نے ٹکر ماری تھی۔۔۔اس کے سامنے کچھ ہوا تھا تو وہ اس کا ٹرک سے ہوا حادثہ تھا۔

مگر اس سے پہلے کیا ہوا تھا؟ وہ صدر کیوں گئی تھی؟ وہ بھاگ کیوں رہی تھی؟

اس کے ماتھے پہ لکیریں ابھری تھیں۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

www.novelsclubb.com

"تم نے۔۔۔ارمغان۔۔۔ہوس۔۔۔دوروس"

اس کی آنکھیں ایک بار پھر کھلیں۔

"قتل۔۔۔۔سعد۔۔۔۔سارہ۔۔۔۔ارمغان"

اس کی آنکھیں ایک بار پھر بند ہو گئیں۔

"کیفے۔۔۔۔گھڑی۔۔۔۔موت۔۔۔۔دوروس"

www.novelsclubb.com

اس کی آنکھیں ایک بار پھر کھلیں۔تکیے سے سر اٹھا کر اسنے ادھر ادھر دیکھا۔اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

"قتل۔۔۔۔خون۔۔۔۔ہوس۔۔۔۔ارمغان۔۔۔؟"

اس کی ناک سردی کی وجہ سے سرخ ہو گئی۔اس کا جسم یخ ہو رہا تھا۔اس نے جھٹکے سے ہاتھ ناک پہ رکھا اور نظر گھما کر کمرے کو دیکھا۔

اس کی نظریں اس سفید کمرے کے دروازے پہ گئیں، جہاں ایک سیاہ وجود ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارمغان۔۔۔نہیں۔۔۔دوروس"

"دوروس۔۔۔نہیں۔۔۔ارمغان"

پھر اس کی سانسیں چند پل کو ٹھہر گئیں۔

ہاتھوں کے ذریعے جسم کو جان دیتے اس نے خود کو سیدھا بیٹھایا۔ ہر ہر پل، ہر ہر بات، ہر ہر یاد ذہن کے گہوارے میں رقصاں تھیں۔

گردن کے پیچھے، تلوں کے نیچے۔ شانوں سے ٹانگوں تک، انگلیوں سے ہاتھوں تک۔ جسم کا ایک ایک حصہ درد کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

مگر دماغ؟

بستر پہ بیٹھے اس کے دماغ کے ہر خانے میں، ہر کونے میں سامنے کھڑے اس شخص کا بسیرا تھا۔اس کی باتیں،اس کی حرکات،اس کی جھلکیاں،اس کا ہر کچھ صاف صاف دل و دماغ میں بس چکا تھا۔

ایرج نے اپنے پیروں سے موٹی چادر ہٹائی۔ پھر اس نے اپنے لباس کو دیکھا۔وہ سفید لباس میں ملبوس تھی مگر وہ والا نہیں جس میں اس نے خود کو آخری بار دیکھا تھا، یہ ڈھیلا ڈھالا سا لباس تھا جو اکثر ہسپتال میں ہوتا ہے۔اپنے وجود سے نظر ہٹاتے اس نے دروازے سے ٹیک لگائے شخص کو دیکھا جس کے لب "وا" تھے اور سیاہ آنکھیں کسی سوچ میں گم تھیں، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو مگر کہہ نہیں پا رہا ہو۔

اسے مسلسل ایسے کھڑا دیکھتے اس کی آنکھیں ماضی کی یادوں سے جل اٹھی تھیں۔ گرم پانی آنکھوں میں جمع ہونے لگا۔

وہ لڑکھڑاتے، ڈگمگاتے قدموں سے اٹھی اور آہستہ آہستہ اس کی طرف لنگڑاتی ہوئی بڑھنے لگی۔ دل میں ایک طوفان مچا تھا، دل میں نفرت کے سوا کوئی جذبہ باقی نہ رہا تھا۔

سیاہ شرٹ پہ سیاہ کوٹ پہنے، دیوار سے بازو ٹکائے، پاؤں کو قینچی کی صورت ملائے وہ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔ کوٹ کی جیب سے سیاہ سن گلاسز جھلک رہے تھے۔ شاید وہ کہیں جا رہا تھا، یا کہیں سے آ رہا تھا۔ سیاہ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے جن سے گردن پہ بنا ڈریگن صاف دکھ رہا تھا۔ ساتھ سینے اور کسرتی دھڑ کی ایک جھلک واضح ہو رہی تھی۔ گردن سے سینے تک اس کی جلد سرخ ہو رہی تھی، جیسے کسی نے بے رحمی سے گردن کو مسلا ہو۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئی اس کے قریب آئی۔ حتیٰ کہ وہ اس کے اتنے نزدیک آگئی کہ سانسوں کا خارج ہونا دل کی دھڑکن سے زیادہ صاف سنائی دینے لگا۔ ذہن میں کیفے سے سڑک تک اور روشنی سے اندھیرے تک کے تمام واقعات ترتیب پانے لگے تھے۔

اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے ارمغان کا گریبان تھاما تھا۔

"جانور۔۔۔۔ تم جانور ہو۔۔۔۔ تم مجھے مار دینے والے تھے، تم مجھے قتل کرنے والے تھے۔"

وہ اتنے زور سے چلائی تھی کہ سفید کمرہ گونج اٹھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے، حلق پھٹ رہا تھا۔ اس کی کالر پہ گرفت اور بھی مضبوط اور جارحانہ تھی۔

وہ بار بار ایک ہی بات دہرائے جا رہی تھی۔اور وہ تھوڑا آگے جھکا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کے عمل،اس کی حرکت،اور اس کے لبوں سے نکلتی گالیوں اور جملوں کا اس پہ کوئی اثر نہیں ہو رہا ہو۔

دوروس بس اسکی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا،وہ زندہ تھی۔وہ اٹھ گئی تھی،اسکے پاس ایک موقع تھا۔۔وہ زندہ تھی۔۔اسکے پاس ایک چانس تھا۔۔وہ کسی طلسم میں ڈوب چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایرج کی آواز میں اب بھی گونج اور بھاری پن تھا۔

اسکی آواز اسکے حسین طلسم کو خراب کر رہی تھی۔

ارمغان نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے آہستہ سے ایک ہاتھ پینٹ کی جیب سے نکالا، نظریں قریب کھڑے وجود پہ ہی جمی ہوئی تھیں۔اس کا ہاتھ پستول ہولڈر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"میں مر جاتی۔۔۔تم مجھے مارنے والے تھے۔۔۔تم نے مجھے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ چیخ رہی تھی، چلا رہی تھی۔

"یہ سب تمہارا پلین تھا۔۔۔تم نے مجھے ٹریپ۔۔۔."

اچانک اس کے بولتے لب تھم گئے۔ چلتی زبان کسی ٹھنڈے، کڑوے ذائقے کی وجہ سے رک گئی۔ کوئی عجیب سی شے اس کے حلق میں رفتہ رفتہ گھستی جا رہی تھی۔ وہ کوئی نالی جیسی سخت چیز تھی، شاید کوئی لوہا۔

کمرہ ہر آواز سے پاک، بالکل ساکت ہو گیا تھا۔ سانسوں کی آواز بھی تھم گئی تھی۔

ایرج نے اپنی پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھا کہ ارمغان کا ایک ہاتھ اب بھی پینٹ کی جیب میں ہے جبکہ دوسرا ہاتھ۔۔۔

اس کا دوسرا ہاتھ ایک چھوٹی سی پستول پہ جما ہوا تھا جسے اس نے ایرج کے بولتے لبوں کے درمیان منہ کے اندر گاڑھ دیا۔ پستول لمحوں میں ایرج کے لبوں کو جدا کرتی، اپنا راستہ بناتی، زبان اور پھر زبان سے حلق تک جا پہنچی تھی۔ لب بالکل جدا ہو گئے تھے اور ان زرد لبوں کے درمیان پستول کا سرمئی لوہا پھنسا ہوا تھا۔

دوروس گہری مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ کو جنبش دیتے رفتہ رفتہ پستول کو اوپر اور ایرج کے حلق کے اور اندر تک گھساتا جا رہا تھا۔ اور ایرج کی گردن سے جڑا منہ پستول کے اشارے سے اوپر کے طرف اٹھتا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

دوروس کا ایک بازو اب بھی دروازے سے ٹکا ہوا تھا۔ وہ ترچھا، پاؤں کو ایک ہی انداز میں کراس باندھے کھڑا اپنی سیاہ آنکھوں سے اسے اپنی پستول کے اشارے کی

پیروی کرتے دیکھ رہا تھا۔ایک جوتا زمین کو چھو رہا تھا،دوسرے جوتے کی محض صرف نوک۔

ایرج کی دبی دبی سی چیخ اور کراہ سے محظوظ ہوتے اس نے دوسرے ہاتھ کو جیب سے نکالتے ہوئے ایک انگلی کو لبوں پہ رکھا،اور اسے چپ رہنے کا اشارہ کرتے مسکراہٹ دبائی۔

"جب تم چپ رہتی ہو،خدا کی قسم بس تبھی اچھی لگتی ہو۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولا تھا۔ایرج کے یخ جسم میں ایک کرنٹ سا دوڑا اٹھا۔

دوروس نے اپنا سر پیچھے کر لیا۔

کمرے کے سناٹے میں پستول کے لوڈ ہونے کی آواز گونجی تھی۔ساتھ ایرج کی التجائی آواز اور چیخ،اس کی آنکھیں حیرت سے اور پھٹ گئی تھیں۔اس نے دو لمحوں میں اس کے سینے سے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اس کے سامنے دونوں ہاتھوں کو جوڑ دیا۔اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہمم۔۔۔تو ایکیورس، کیا تمہیں یہاں،ایسے ہی شوٹ کر دوں؟"

اس کے لب اب ایک گہری مسکان میں ڈھل گئے تھے۔

''یونہی۔۔۔۔ حلق کے اندر؟''اس نے ایک بار پھر ایرج سے پوچھا۔وہ اپنی گردن حیرت اور شاک سے ہلا نہیں پائی۔

''بولو ایکویریس، میں نے تم سے سوال کیا ہے۔''

اب کی بار اس نے گردن نفی میں ہلائی، حلق میں شدید درد اٹھا تو اس نے آنکھیں موند لیں۔

www.novelsclubb.com

''اوکے۔۔۔پھر اب سے تم میری ساری بات مانو گی، پکا پرامس؟''اس نے اپنی آواز کو بچکانہ بناتے ہوئے کہا۔

''جو میں کہوں گا، تم وہ کرو گی؟''اس کی بات پہ ایرج کی گردن اثبات میں ہل گئی۔ حلق میں اب بھی پستول اٹکی ہوئی تھی۔

''تمہارے پاس اور کوئی چوائس ہے بھی نہیں!''ایک جھٹکے سے اس نے ایرج کے حلق سے پستول کھینچی۔

www.novelsclubb.com

ایرج کا پورا منہ خون کا تالاب بن گیا۔اس نے نیچے جھک کہ منہ بھر قے کرنے کی کوشش کی مگر منہ سے صرف خون کے قطرے نکلے۔پستول کے کھچاؤ سے اس کی

زبان چھل گئی تھی جس کی وجہ سے پورا منہ خون خون ہو گیا تھا۔اسے درد اور خون کو روکنے کی کوشش میں اپنے کپڑے کا گچھا بنا کر منہ میں پھنسالیا۔

"تارا، جلدی آو ادھر۔" وہ فون پہ تارا کو کہہ رہا تھا۔چند منٹ بعد وہ بھاری بھر کم عورت دروازے کے پاس کھڑی ششدر نگاہوں سے ایرج کو زمین پہ پڑے دیکھ رہی تھی اور اس کے ارد گرد خون کو۔پھر اس نے دوروس کو دیکھا۔

"اس کو اٹھاؤ، and aid her۔" وہ اس سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔وہ تارا ایرج کو بستر پہ لٹاتے اس کے منہ کے اندر لگے زخموں کو مرہم لگانے لگی۔

~~~~~
~~~~~

(کراچی، حال)

کھلی کھڑکی کے باہر مکمل چاند، ستاروں کی گردش میں چمک رہا تھا۔ کمرہ اندھیرے سے ڈھکا ہوا تھا۔

بالکنی کا دروازہ کھلا تھا جس کے سامنے وہ جائے نماز بچھائے عشاء کی آخری رکعات میں بیٹھا درود شریف پڑھ رہا تھا۔ آدھی جائے نماز کمرے کے اندر اندھیرے میں تھی اور سجدہ والی جگہ کھلی فضا میں چاند کے نیچے۔ سرمئی ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہ سیاہ ٹراوزر پہنے وہ شاید نماز پڑھ کے سونے جا رہا تھا۔

سلام پھیر کے اس نے ماتھے پہ ہاتھ رکھا اور بے آواز، لب ہلائے دل میں کچھ پڑھنے لگا۔ پھر انگلیوں کی تسبیح بنا کر ذکر و اذکار کرتے اس نے انگلیوں سے شرٹ کا کالر کھینچا اور شرٹ کے اندر خود کو پھونکا۔ چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ پھیلا لیے۔ اس کا آدھا چہرہ چاند کی روشنی سے چمک رہا تھا۔ چہرے پہ سب سے نمایاں اس کی گہری نیلی آنکھیں تھیں جن سے وہ چاند کو دیکھتے کچھ سوچ رہا تھا۔

پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو میرا آج بھی معلوم ہے، میرا گزرا کل بھی، اور میرا آنے والا کل بھی،"

لب ہل رہے تھے، آنکھیں بھاری ہو رہی تھیں۔

"پھر میری زندگی میں اتنی ان دیکھی چیزیں کیوں ہو رہی ہیں اللہ؟ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں درست راستے پہ ہوں یا غلط راستے پر،"

"اگر ایک طرح سے میں سوچوں، تو میں ٹھیک ہوں، مگر پھر دوسری سوچ پہ غور کروں، تو میں غلط ہوں۔ میں کس راہ کا مسافر ہوں آخر؟ میں حق پہ بھی ہوں، مجرم بھی ہوں۔ میں انصاف بھی کر رہا ہوں، میں ناانصافی بھی کر رہا ہوں،"

www.novelsclubb.com

"مگر میں اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہوں اللہ۔۔۔ وہ تو میرا دوست ہے، میرا بھائی جیسا دوست۔۔۔ میں اس کے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔ میں اسے کیسے مار سکتا ہوں۔ ہم ساتھ تھے، یہ کیا ماجرا ہے، سب اتنا مشکل کیوں ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ مجھ سے یہ مت کروائیں اللہ۔۔ میں یہ نہیں کر پاؤں گا۔۔"

اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے تھے،اس نے ہاتھوں سے آنکھیں دبالیں۔منہ کو ہاتھوں کے پیالے میں چھپالیا۔

اور اللہ کے سامنے تو دنیاوی سب رک جاتا ہے۔انسان اللہ کے سامنے ایک چھوٹا سا بچہ بن جاتا ہے۔

"وہ کیوں ایسی راہ پہ آیا اللہ،اس نے آپ سے ہدایت کی دعا کیوں نہیں مانگی،آپ نے اسے گمراہی سے کیوں نہیں بچایا۔۔۔میرے پیارے۔۔۔پیارے دوست کو کیوں گمراہ ہونے دیا۔۔۔اس کے حصے کی دعا تو میں مانگتا تھا آپ سے۔۔پھر میری دعائیں قبول ہوئیں،مگر اس کے لیے کی گئی دعا کیوں نہیں ہوئی۔۔"

وہ رونا نہیں چاہتا تھا، مگر وہ رو رہا تھا۔ کیا اسے آخری موقع نہیں مل سکتا تھا؟

"میری خاطر۔۔۔۔ میری خاطر اسے بچا لیں اللہ۔ وہ تو مومن تھا، وہ تو ایمان والا تھا۔۔ اس کو واپس راہ دیکھا دیں اللہ، اس کو اتنی جلدی، گناہوں کے ساتھ خود تک نہ بلائیں۔۔"

"اس پہ جہنم معاف کر دیں۔۔۔۔ اسے۔۔۔ اسے دنیا کی سزا دے دیں مگر اسے آخرت کی سزا سے بچا لیں۔۔"

www.novelsclubb.com

"اس کے لیے اور میرے لیے یہ آسانیاں پیدا کر دیں۔۔ وہ مرنا ڈیزرو نہیں کرتا۔۔۔ ہاں وہ سزا ڈیزرو کرتا ہے۔۔۔ مگر موت نہیں، اتنی جلدی نہیں۔۔۔ ہمیں تو ابھی ملنا تھا دوبارہ، ہمیں تو باتیں کرنی تھی اتنی ساری۔"

اس کے لبوں سے اب آواز نکل رہی تھی، آنکھوں سے آنسو۔اور چاند بس خاموشی سے اسے گڑگڑاتے دیکھ رہا تھا۔ایک دوست کے لیے۔

آج ایک فرشتہ ایک شیطان کے لیے دعا کر رہا تھا۔

"اسے مارنا ہے، اگر آپ نے اس کا انجام ایسے لکھا ہے، تو مجھے اس کی کہانی کا ریپر مت بنائیں اللہ۔۔۔میرے لیے راستہ آسان کر دیں۔۔۔اسے ہدایت دے دیں"

"اگر اس کا انجام میرے ہاتھوں لکھا ہے تو مجھے سکون دے دیں، مجھے اطمینان پہنچا دیں۔مجھے لگتا ہے میں ایک الوژن میں پھنس چکا ہوں۔کہ جو میں درست سمجھ رہا

ہوں وہ گناہ ہے، میں اسے موت دینے کا حقدار نہیں ہوں۔۔۔میں اس کی زندگی لینے کی سکت نہیں رکھتا۔ایک ایس پی ہوتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگتا ہے، مجھے پہلی بار اپنی پستول سے ڈر لگ رہا ہے، مجھے پہلی بار اپنے منصوبے سے خوف آرہا ہے۔"

چاند اداس تھا، بادل اسے ڈھک رہے تھے۔

"مجھے ان مظلوموں کو بچانا ہے، مگر میں۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اس کی آواز گلے میں پھندے کی طرح اٹک گئی۔

"میں کیا کروں۔۔۔"اس کے ہاتھ پہلو میں گر گئے، سر جھک گیا۔

”میں تو آپ کے بندوں کو بچاتا ہوں، پھر مجھ پہ یہ وقت کیوں آ گیا کہ مجھے اپنے سب سے قریبی دوست کو کھونا پڑے؟“

”وہ میرا ساتھی تھا اللہ، آپ جانتے ہیں میرا ماضی۔۔اس نے مجھے جینے کی امید دی تھی جب میں سب کھو چکا تھا۔آپ سب جانتے ہیں۔۔۔وہ نیک نہیں ہے مگر وہ شیطان بھی نہیں ہے۔۔۔“

www.novelsclubb.com

”یا اللہ، میرے دل سے یہ بوجھ اتار دیں، میری نیت میں سے شک پاک کر دیں، یا میرے دل پہ یہ بوجھ کم کر دیں۔۔“

اس نے گہری سانس خارج کی اور ہاتھوں کو واپس پیالہ بنا کر کوئی دعا پڑھنے لگا۔

"آمین۔" ہاتھ پھیرتے وہ جائے نماز تہہ کرنے لگا تھا کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔

"آجائیں۔" اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں اس کی سیکریٹری دانیہ کھڑی تھی۔ وہ اب بھی اپنے صبح والے لباس میں ملبوس تھی، سیاہ شلوار قمیص پہ سرخ دوپٹہ، لمبے بالوں کی چوٹی بنی ہوئے تھی اور آنکھوں پہ چوکور چشمہ۔

"سر، آپ کی کل لاہور کی فلائٹ بک ہو گئی ہے۔ کل رات سات بجے۔" وہ چہرے پر گلاسز درست کرتے حیدر سے بول رہی تھی۔

اوراس کاایک ایک لفظ حیدر کو خنجر کی طرح محسوس ہوا تھا جواس کے دل کے آر پار جارہا تھا۔

اسے اب وہ کام سرانجام دینا تھا۔حیدر کو خدا کا پیغام آگیا تھا۔

بدقت مسکراتے ہوئے، خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے دانیہ کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے، تھینک یو دانیہ۔اب آپ گھر چلی جائیں مگر کل صبح جلدی آجایئے گا۔کل بہت اہم دن ہے ہم سب کے لیے۔" وہ کہتے ہوئے دروازے کے قریب آیا۔

''مجھے اندازہ ہے سر، گڈ نائٹ۔'' وہ شب بخیر کہتے وہاں سے چلی گئی۔اس کے پیچھے حیدر نے دروازہ بند کر دیا۔

''آپ نے تو جواب اتنی جلدی دے دیا اللہ، میرے دل کا سوچا بھی نہیں؟'' وہ زخمی سا مسکرایا۔جائے نماز کرسی پہ رکھتے ہوئے وہ فون پہ کسی کا نمبر ملانے لگا۔

~~~~~

www.novelsclubb.com

فاطمہ منزل کے افراد اس وقت رات کا کھانا کھا رہے تھے جب دستر خوان کی خاموشی کو ارحم کے فون کی رنگ ٹون نے توڑا۔وہ معذرت کرتے کھانے سے اٹھ کر صحن میں چلا آیا۔پھر نام دیکھتے ہوئے فون کان سے لگایا۔
~~~~~

''وقت آگیا ہے، ارحم۔'' نہ سلام، نہ دعا۔ بس ایک جملہ۔

''تم کل میرے ساتھ چل رہے ہو ارحم۔ کل رات سات بجے فلائٹ ہے۔ میری ٹیم، تم اور باقی لوگ۔'' وہ جیسے اسے بس انفارم کر رہا تھا۔

''تمہارا میرے پارٹنر بننے کا وقت آگیا ہے، تمہاری مدد کے لیے ہی سہی۔'' وہ اس کی بنا سنے اپنی کہے جا رہا تھا۔

''اپنا مقصد بتاؤ مجھے، حیدر۔'' اب کی بار ارحم بولا، اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"یہ تمہیں ایرج بتائے گی۔ میں کل تمہارا انتظار کروں گا۔ اللہ کے امان میں۔" اور اس نے کھٹ سے فون بند کر دیا۔

ارحم موبائل کی چمکتی اسکرین کو دیکھتے کچھ سوچ رہا تھا۔

~~~~~

www.novelsclubb.com

(لاہور، حال)
~~~~~

"نیچے آو۔میں انتظار کر رہا ہوں۔" وہ کہہ کے پلٹا ہی تھا کہ اسے پیچھے سے اس کی آواز آئی:

"میں نہیں آؤں گی، میں تمہاری غلام نہیں ہوں۔" وہ دور وس سے آنکھیں ملائے مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی۔زبان پہ لگے زخم کی وجہ سے بولتے ہوئے درد ہو رہا تھا۔دل اندر سے کانپ رہا تھا۔اسے نہیں معلوم تھا کہ سامنے کھڑے شخص نے اس کی فیملی کو کس بے دردی سے قتل کیا ہے اور وہ اس کے ساتھ کیا کر سکتا ہے۔مگر اسے ہمت کرنی تھی، مضبوط بننا تھا۔اسے یہاں سے نکلنا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں اپنی بات نہیں دہراؤں گا، ایرج۔" وہ اس کی طرف مڑا۔اس نے نیلے رنگ کی کارگو پینٹس پہ سفید شرٹ اور سیاہ لیدر کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔سفید ٹی شرٹ کے گریبان سے سیاہ گلاسز جھلک رہے تھے۔

"میں بھی اپنی بات نہیں دہراؤں گی، ارمغان۔" اس کی سیاہ آنکھوں کی تاریکی کا سامنا کرتے ایرج کا ہاتھ اس کے پیچھے پڑے ایڈ باکس تک جا رہا تھا۔

"اب کی بار پستول حلق میں صرف گھساؤں گا نہیں، فائیر بھی کر دوں گا۔" اس نے ایرج کی طرف دو قدم بڑھائے، ایرج نے دو قدم پیچھے لیے۔

"تم سے اس کی امید بھی ہے۔" اب کی بار وہ مسکرائی تھی۔ دلیر، تیز، مضبوط سی مسکراہٹ۔

"تم ظاہر کر رہی ہو کہ تم مجھ سے ڈر نہیں رہیں۔" اس نے اپنے قدم اتنی تیزی سے ایرج کی جانب بڑھائے کہ اسے پیچھے ہٹنے کا موقع بھی نہیں ملا۔

وہ اس کے عین مقابل کھڑا تھا، اس پہ جھکتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ دیوار پہ رکھا، کہ ایرج اسکے حصار کے پنجرے میں قید ہو گئی۔ اور پھر دوسرے ہاتھ سے چٹکی بجائی۔

"یہ دیکھو، مسکراہٹ ختم!"

ایرج کی پشت دیوار سے ٹکی تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ ابھی نہیں۔۔ اسے اتنی جلدی ہار نہیں ماننی تھی۔

''اچھا چلو ایک ٹیسٹ کرتے ہیں'' وہ اس پہ جھکا دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا۔اس کا ہر ایک لفظ ایرج کے اعصاب پہ طاری ہو رہا تھا۔

ان کے درمیان بس سانسوں کا خلل باقی تھا۔

دوروس نے ہاتھ لیدر جیکٹ کے نیچے گھسایا اور بیلٹ پہ لگے گن ہولڈر سے پستول نکالی۔ پھر اسے تھامتے ہوئے اس نے پستول لوڈ کی۔ایک جھٹکے سے اس نے ایرج کا پہلو میں گرا ہاتھ تھاما اور اس کے ہاتھ پہ پستول رکھتے اس کا رخ اپنے سینے کی طرف کر لیا، بالکل دل کی جگہ پہ۔ پستول سینے پہ دب چکی تھی۔اور ایرج آنکھیں جھکائے اپنے ہاتھ میں پکڑی پستول دیکھ رہی تھی۔اور وہ اسے۔

"لو، چلاؤ۔ پوری چار گولیاں ہیں اس میں۔ ان سے کم از کم دل تو چھلنی ہو ہی جائے گا۔ گو آن، ٹرائی۔"

وہ مسکراتے ہوئے اس کی سانسوں کے درمیان کہہ رہا تھا۔ اور دیوار سے ٹیک لگائے ایرج کا پورا وجود سن ہو رہا تھا۔ آنکھیں درد سے آنسو بہا رہی تھیں۔

اس کے پاس موقع تھا۔ وہ یہ کر سکتی تھی۔ اس کے پاس چانس تھا۔۔ بدلے کا، انتقام کا، انصاف کا، جیت کا۔ اس نے ٹریگر دبانا تھا، اور اس کا اور نجانے کتنے لوگوں کا حساب مکمل ہو جانا تھا۔

بس ایک دفعہ کی بات تھی، بس تھوڑا سا اور حوصلہ چاہیے تھا، وہ قتل نہیں کر رہی تھی، وہ انصاف لے رہی تھی۔ وہ یہ کر سکتی تھی۔

اس نے پستول پہ اپنی انگلیاں مضبوط کی۔وہ سامنے کھڑے شخص کی منحوس ہنسی سن سکتی تھی۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے ٹریگر کی طرف انگلیاں بڑھائیں۔بس ایک فائیر۔بس ایک جھلک۔اس کی اذیت کا حساب،اس کے زخموں کا حساب۔

ایرج کا پورا جسم پسینے میں نہا گیا تھا۔پستول ہاتھ سے چھوٹ رہی تھی۔

"تم۔۔۔۔"اس کے لب کھلے مگر جملہ ترتیب نہ دے پائے۔

''میں 'تم' نہیں ہوں۔ میں انسان ہوں، تم حیوان ہو۔ تمہارے پاس دل نہیں ہے۔۔۔ میرے۔۔۔۔ پاس ہے۔۔۔ میں ایرج ہوں۔ میں مومن ہوں۔ تم ارمغان ہو، جس کا کوئی خدا نہیں ہے۔ تم نہ مومن ہو، نہ تمہارے پاس ایمان ہے، تم ابلیس کی اولاد۔۔۔۔۔''

''شٹ اپ!'' وہ پہلی بار اس پہ چیخا تھا، وہ پہلی بار اتنی بلند آواز میں چلایا تھا۔ جیسے آگ پہ پانی ڈال دیا گیا ہوں۔ جیسے آگ میں کچھ جھلس رہا ہو۔

www.novelsclubb.com

ایرج کا پورا جسم کانپ اٹھا تھا، اس کے ہاتھ سے پستول چھوٹ گئی۔

''ہاں۔۔ نہیں ہے میرے پاس دل، کیونکہ میں لوزر نہیں ہوں، آئی ایم ناٹ ڈیٹ ایڈیٹ جس نے۔۔۔۔ جس نے۔۔۔ تم سے۔۔۔''

''محبت کی تھی؟''ایرج نے لرزتی آواز میں کہا تھا۔

کیا یہ وہی ارمغان تھا جس نے اس سے محبت کی تھی۔؟کیا یہ وہی ارمغان تھا جس نے اسے ماضی کو دماغ میں دفن کرنے اور موو آن کرنے میں مدد کی تھی؟وہ ارمغان تو"مرہم"تھا،یہ ارمغان تو"زخم"ہے۔

اسے ارمغان سے محبت ہوئی تھی یا نہیں، مگر اسے دوروس سے نفرت ضرور ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

''یس۔۔۔آئی ایم ناٹ دیٹ لوزر،(گالی)۔مگر تم ایرج ہی ہو۔وہی ایرج۔دا گریٹ ایرج جاوید صدیقی۔داسوئٹ ہو پلیس رومانٹک۔بزدل،ٹوٹی ہوئی،کمزور، ٹریش۔''

اس کا جملہ، اس جملے کا ایک ایک لفظ ایرج کے کان میں کسی پگھلے ہوئے سیسے کی طرح آر پار ہوا تھا۔ اس کا ہر ایک لقب ایرج کے دل پہ کسی زہریلے تیر کا وار تھا جو اس کے دل کو چکنا چور کر چکے تھے۔

اس کی آنکھیں آنسوؤں کی جلن سے بھاری ہو رہی تھیں۔ اس نے اپنے ہاتھ پھر سے پیچھے ٹیبل تک لائے اور کچھ تلاش کیا۔ پہلے اس کے ہاتھ نرم روئی پہ لگے، پھر کسی دوائی پہ، پھر کسی ڈبے پہ، اور پھر۔۔۔

www.novelsclubb.com

اس نے نوکیلی قینچی پہ اپنی گرفت مضبوط کی، اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں، اگلے ہی لمحے اس نے اپنے سامنے کھڑے شخص پہ وار کیا تھا۔

"ٹوبیڈ۔" دوروس نے ہوا میں ہی ایرج کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔ ننھی سی قینچی ہوا میں ہی آدھ وارہ گئی تھی۔ پھر اس نے دوسرے ہاتھ سے ایرج کی انگلیوں میں پھنسی قینچی چھینی اور اپنی جیب میں ڈال لی۔

ایرج نے بے دم سے ہوتے ہوئے اپنی پشت دیوار سے ہٹائی۔ ایک زوردار جھٹکے سے اس نے اپنا ہاتھ دوروس کی گرفت سے چھڑایا اور پھر دونوں ہاتھوں کو اس کے مضبوط سینے پہ جماتے ہوئے اس کو جان لگاتے ہوئے دوسری طرف دھکّا دیا اور خود کو اس کے حصار سے آزاد کروایا۔ وہ دو قدم پیچھے ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کمینے!" پل بھر کی خاموشی کے بعد وہ چیخی تھی۔ دونوں ہاتھ بالوں میں پھنساتے اپنے درد سے پھٹتے سر کو قابو کرنا چاہا۔

اس کا پورا چہرا لال ہو گیا تھا۔آنسو قطار در قطار بہہ رہے تھے۔

"جانور!" وہ ایک بار پھر با آواز بلند دھاڑی تھی۔اسے زبان پہ کچھ کڑوا سا ذائقہ محسوس ہوا تھا،زخم خراب ہونے کے اس سے باعث خون رس رہا تھا۔

وہ بال نوچتے ہوئے، کسی پاگل کی طرح اپنے پیر زمین پہ مار رہی تھی، پھر دیوار کا سہارا لیتے وہ بیٹھتی چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے واپس لے جاؤ۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے میرے گھر لے جاؤ۔"اس نے اب دونوں ہاتھوں کو بالوں سے نکالتے ہوئے ساتھ جوڑے،اس کا جسم دیوار سے ٹیک لگا کر اب زمین کو چھو رہا تھا۔

"مجھے اور تکلیف مت دو۔۔۔مجھے میرے گھر لے جاؤ ارمغان." اس کا جسم زمین پہ لیٹ چکا تھا، منہ سے خون نکل رہا تھا، مگر ہاتھ اب بھی ویسے ہی معافی میں جڑے ہوئے تھے۔

"میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔۔۔میں نے۔۔۔" اس کے جملے آنسو اور ہچکیوں کی وجہ سے ادھورے رہے جا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

دو قدم دور کھڑا دوروس آنکھیں جھکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

اور دیکھ رہا تھا،

اور دیکھ رہا تھا۔

اس نے ایساری ایکشن اپنے وہم و گمان میں بھی نہیں سوچا تھا۔

وہ تو اس کی حفاظت کر رہا تھا۔۔

اس نے پھر کیسے ایرج کو خود ہی اذیت میں ڈال دیا تھا؟

www.novelsclubb.com

اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ تو۔۔۔

اس کے لب کبھی آپس میں ملتے، کبھی جدا ہوتے۔ وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا، مگر کیا؟

اس کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھتے اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کے چہرے پہ آئے بال ہٹائے۔

اور پہلی بار دوروس کو ایرج جاوید صدیقی کی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔

وہ لب آپس میں دبائے بے آواز رو رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔اچھا چلو۔"اس نے بولتے ہوئے اپنے حلق میں کانٹے محسوس کیے تھے۔

''اچھا۔۔۔اچھا اٹھو۔۔ چلو۔'' وہ اسے شانے سے تھامتے ہوئے اٹھا رہا تھا۔ پھر اس نے ایڈ باکس اٹھایا اور جلدی جلدی کوئی مرہم تلاش کیا۔

ایرج نے دوروس کے ہاتھوں کو جھٹک دیا۔

''مجھے۔۔۔مجھے میری فیملی کے پاس لے جاؤ، مجھے میری جان بخش دو۔'' وہ کھانستے ہوئے خود کو خود کے رحم و کرم پہ اٹھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''اوکے۔۔۔'' دوروس نے پھر سے اس کو شانوں سے تھاما، ایرج نے پھر اس کے ہاتھ جھٹک دیے۔

"میں خود اٹھ سکتی ہوں۔" اس کی نظریں دوروس پہ نہیں تھیں۔ مگر دوروس کی اسی پہ تھیں۔

"میں بھی اٹھا سکتا ہوں، اسی لیے اٹھا رہا ہوں۔" اس نے ایک بار پھر ایرج کو شانوں سے تھاما، اب کی بار اس کی گرفت مضبوط تھی۔

"مجھ پہ ایک احسان کر دو، مجھے یہاں سے جانے دے دو۔ مجھے میری فیملی کے پاس لے جاؤ۔" وہ اب رو نہیں رہی تھی مگر اس کی آواز ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس نے اب کی بار دوروس کا ہاتھ نہیں جھٹکا تھا۔

"اوکے، مگر پہلے تمہیں میرے ساتھ کہیں چلنا ہو گا۔" اس نے تحمل سے ایرج کو بستر پہ بٹھایا اور خود گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس کے ہاتھ پہ لگے زخم پہ مرہم لگانے لگا۔

اس کی کہی بات پہ ایرج نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔

"ٹرسٹ می۔۔۔ میں تمہیں کوئی اذیت، کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔" اس نے چہرہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، اس کے ماتھے پہ سلوٹیں ابھری ہوئی تھیں اور بال بکھرے ہوئے۔

''اذیت اور تکلیف تو تم دے چکے ہو دوروس، ایسا وعدہ کرو جس پہ میں یقین بھی لا سکوں۔'' سر دوسری طرف جھٹکتے اس نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ سے ہٹا لیے تھے۔

اس نے پہلی بار اسے 'دوروس' کہا تھا۔ اور دوروس کے دل نے التجا کی تھی کہ وہ اسے ہمیشہ ارمغان کہے۔

وہ اس کے لیے تو کبھی بھی دوروس بننا نہیں چاہتا تھا۔

''میں تمہیں تمہاری فیملی سے ملواؤں گا ایرج، ابھی ہماری کہانی کا ایک آخری باب ادھورا رہتا ہے جس کا انجام تم نے لکھنا ہے۔'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تھا۔

ایرج ناسمجھی سے اسے دیکھتی رہی۔

اس نے انگلی پہ دوا لگاتے ایرج کے منہ کی طرف کی اور اس سے اجازت چاہی۔

"اسکو بلا دو جس نے پہلے دوا لگائی تھی۔"

www.novelsclubb.com

اس نے دوروس کو منہ پہ انکار کر دیا۔ وہ ضبط کرتے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔

~~~~~
~~~~~

دوروس کے جانے کے بعد کمرے میں تارا آئی تھی۔ فوراً سے ایرج کے ساتھ کرسی رکھ کر بیٹھی اور دوا لگانا شروع کر دی۔

ایرج منہ کھولے اسے دوا لگاتے دیکھ رہی تھی۔ وہ اوور ویٹ نہیں تھی مگر ہیلدی تھی۔ آنکھیں بھوری تھیں اور بال سیاہ، نہایت کرلی۔

جب اس نے دوا لگالی تو ایرج اسے چند لمحوں بغور دیکھتی رہی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں بھی اغوا کیا ہوا ہے نا؟ تم بھی یہاں زبردستی لائی گئی ہو۔" وہ افسوس اور دکھ سے اسے دیکھتے کہہ رہی تھی۔

تارا کو چند سیکنڈ تو سمجھ نہیں آیا وہ کیا بات کر رہی ہے۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے ایرج سے وضاحت مانگی۔

"میں آپ کی بات سمجھی نہیں۔۔"

ایرج اسے اب بھی بغور دیکھ رہی تھی۔ ضرور وہ دوروس کے ڈر سے چپ تھی۔

"تمہیں دوروس نے اغوا کیا ہے نا؟" اس نے ایسے کہا جیسے یہی حقیقت ہو۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ باس مجھے اغوا کیوں کریں گے؟" وہ حیرت اور نا سمجھی سے اسے دیکھتے رہی۔

''تم یہاں اپنی مرضی سے ہو؟''ایرج کو اس کی بات عجیب لگی تھی۔

''جی ہاں۔میں یہاں خوش دلی سے ہوں۔میں اس جگہ رہ کر ناخوش کیسے ہو سکتی ہوں؟''تارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ایک سیریل کلر کے ساتھ کام کر رہی ہو،اور کہہ رہی ہو کہ تم خوش ہو!''
ایرج نے جیسے اسے دوروس کی حقیقت بتائی تھی۔

''سیریل کلر؟کون؟''وہ پھر اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

اب کی بار ایرج کو شاک لگا تھا۔یعنی یہاں کسی کو علم نہیں تھا کہ دوروس ایک قاتل ہے؟

"دوروس! دوروس قاتل ہے! ایک سیریل کلر۔"اس نے دبی دبی آواز میں کہا۔

"دوروس قاتل نہیں ہیں مس! انہیں نے لوگوں کو مارا ضرور ہے مگر انصاف کے لیے۔"تارا نے جیسے اس پہ اصلیت کھولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دوروس قاتل ہے،اس نے میرے بھائی اور میری کزن کو قتل کیا ہے،وہ معصوم تھے۔ان کا کوئی جرم نہیں تھا۔"

"دیکھیں مس مجھے آپ کے ذاتی معاملے میں دخل دینے کی اجازت نہیں، لیکن اگر باس نے آپ کی کزن اور بھائی کو مارا ہے تو یا تو وہ کوئی مجرم ہوں گے، اور اگر وہ کوئی مجرم نہیں تھے تو باس نے انہیں نہیں مارا، ہاں کوئی اور آپ کی فیملی کا قاتل ہو سکتا ہے۔"

اس نے کہتے ہوئے ایرج کا ششدر چہرہ دیکھا۔

"میری کزن اور میرا بھائی معصوم تھے۔ اور دوروس نے خود قبول کیا ہے کہ اس نے انہیں مارا ہے۔ وہ ایک اساسن ہے۔ وہ ناانصاف ہے اور حیوان ہے۔" وہ دبا دبا سا چلائی تھی۔

~~~~
~~~~

کاریڈور میں چلتے اسے شدید گرمی کا احساس ہوا تھا۔اس نے لیدر جیکٹ اتارتے ہوئے ہاتھ میں فولڈ کی اور لفٹ میں داخل ہوا۔

"میں جانور نہیں ہوں۔۔۔میں۔۔۔"

اس نے انگلیوں سے آنکھوں کو مسلا تھا۔

www.novelsclubb.com

~~~~~
~~~~~

"میں بینکاک میں رہتی تھی۔ میری شادی کی دوسری رات میرے شوہر نے مجھ پہ تشدد کیا تھا اور اس نے اور اس کے دوستوں نے میرا ریپ۔ تب، اس وقت مجھے دوروس نے اسمگل کروا کہ یہاں منتقل کروایا اور مجھے منہ چھپانے کے لیے، ایک نئی زندگی شروع کرنے کے لیے چھت فراہم کی۔ انہوں نے میرے ریپسٹ کو قتل کیا۔ باس نے قتل کیے ہیں۔ مگر صرف ظالم کے۔ اور اگر آپ ظلم کے قتل کو غلط سمجھتی ہیں تو آپ بھی ظالم ہیں۔"

وہ سر جھکائے کہہ رہی تھی، اور ایرج پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے رہی۔

www.novelsclubb.com

~~~~~

وہ فورا سے پارکنگ لاٹ میں آیا تھا اور فون نکالتے ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔
~~~~~

فون کان سے لگتے وہ بار بار جوتوں سے زمین بجا رہا تھا۔

فون کنیکٹ ہوتے ہی اس نے کہا تھا؛

"میں ایرج کو آپ لوگوں کے پاس لا رہا ہوں۔۔۔ کیونکہ میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔"

www.novelsclubb.com

~~~~~
~~~~~

"دوروس دنیا کے لیے ایک سیریل کلر ہیں، مجھے لگا آپ کو یہ معلوم ہو گا، مگر انہوں نے انجان لوگوں، اور دنیا کو یہ مینیپیولیٹ کر کے خود یہ ظاہر کروادیا ہے کہ وہ ایک اساسن ہیں، ایک کرایے کا قاتل،"

~~~~~

"میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ میں وہ نہیں ہوں جو وہ سمجھتی ہے۔۔۔" اس کی آواز میں کچھ ٹوٹا ہوا سا تھا، کچھ گلٹ سا۔

www.novelsclubb.com

اسکو ایرج کے الفاظ جسم پہ لگے زخموں سے زیادہ چبھے تھے۔
~~~~~

~~~~

"مگر وہ اس لیے تاکہ دنیا کے اصل حیوان باس کو کرایے کا قاتل سمجھ کران کو حکم دے دیں کسی معصوم کو قتل کرنے کا یا ریپ کرنے کا،اس سے باس کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ جس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے،وہ محفوظ نہیں،اسی لیے دوروس انہیں اسمگل کروا کے کسی محفوظ جگہ پہنچا دیتے ہیں۔اور مجھے نہیں لگتا یہ کام کوئی حیوان کرتا ہے۔وہ ہیرو نہیں ہیں، مگر ولن بھی نہیں ہیں،وہ ایک سروائور ہیں، ایک سروائور جو دوسروں کی زندگی بچا رہا ہے،جو خود ایک سروائور ہے،اور جو دوسروں کو زندگی جینے کا موقع دے رہا ہے،"

www.novelsclubb.com

ایرج کو لگا تھا اس کا دماغ اب پھٹ جائے گا۔ مگر تارا بولتی رہی۔
~~~~

~~~~~

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ آپ لوگوں سے ملنے اور آپ لوگوں کو دیکھنے کی سکت رکھتی ہے یا نہیں، مگر میں اسے اب کھو نہیں سکتا، جب میں اس کے اتنا نزدیک ہوں، میں اسے اب کھو نہیں سکتا۔۔۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

~~~~~

"اگر آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ کی کزن اور آپ کے بھائی معصوم تھے اور دوروس نے اُن کا "قتل" کیا ہے تو مجھے لگتا ہی کہ آپ کی کزن اور آپ کا بھائی کسی حیوان کی پہنچ کے قریب تھے اور محفوظ نہیں تھے۔آپ کی فیملی شاید اب بھی زندہ ہو، آپ کی کزن اور بھائی مرے نہ ہوں۔شاید وہ وکٹم ہوں اور آپ کو اندازہ نہ ہو۔شاید ان کے پیچھے کوئی حیوان ہو جو ان کو مروانا چاہتا ہو۔آپ بھی اسمگل ہوئی ہیں کراچی سے لاہور۔یعنی آپ کے پیچھے بھی کوئی ایسا شخص تھا جو آپ کو مروانا چاہتا تھا اور اس نے ڈارک ویب کے ذریعے آپ کو مارنے کا حکم دوروس کو دیا ہو۔"

www.novelsclubb.com

~~~~~

"میں ایرج کو آپ سے ملوانے لا رہا ہوں، سارہ۔اور پھر میں اسے اپنی کہانی سناؤں گا۔۔۔وہ میرا یقین کرے گی نا؟"
~~~~~

اس کی آواز میں ایک التجاء، ایک امید سی آگئی تھی۔ وہ دوروس سے ارمغان بن گیا تھا، جس کے پاس دل تھا، جو احساس رکھتا تھا۔ کیا وہ کبھی دوروس بنا بھی تھا؟

~~~~~

"میرے پیچھے تو کوئی نہیں ہے۔۔" وہ بمشکل بولی تھی۔ دماغ بالکل الجھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"شاید آپ کو اس کا پتا نہیں ہو۔ مگر مجھے نہیں لگتا دوروس آپ کو کبھی کوئی نقصان پہنچائیں گے، کیونکہ آپ ان کے لیے خاص ہیں۔"
~~~~~

تارا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

''مطلب؟''ایرج اس کو دیکھتے ہوئے نا سمجھی سے بولی۔

''پچھلے پانچ سالوں میں دوروس نے چالیس ریپ وکٹمز جن میں عورتیں اور بچے شامل تھے،اسمگل کیے اور شیلٹر دیا۔ مگر وہ کبھی بھی کسی کو اپنے اتنے قریب نہیں لائے،انہوں نے آپ کے لیے اس آفس میں یہ کمرہ بنوایا، پچھلے پانچ سالوں میں انہوں نے کسی کے لیے اتنی مشقت نہیں کی۔وہ منہ سے نہیں کہتے، مگر آفس میں سب جان چکے ہیں کہ۔۔۔''

~~~~~

"وہ آپکا یقین ضرور کرے گی، ارمغان۔" دوسری طرف سے کسی نے پھٹی پھٹی آواز میں کہا تھا۔

وہ زخمی سا مسکرایا تھا۔

"مگر شاید نہ کرے۔۔۔ میں نے اسے تکلیف دی ہے، وہ مجھے قبول نہیں کرے گی کیونکہ۔۔۔"

~~~~

"کہ ؟" ایرج نے اس کی بات کاٹی تھی۔اس کی حیرانی پہ وہ کھل کر مسکرائی تھی۔

"کہ وہ آپ کو پسند کرتے ہیں، مس!"

~~~~~

www.novelsclubb.com

"میں اس کو پسند کرتا ہوں، مگر وہ مجھے پسند نہیں کرتی۔"
~~~~~

اس کی آواز میں ایک خراش سی آئی تھی،ایک زخم تھااس کی آواز میں جس کا کوئی مرہم نہیں۔

~~~~~

"ہو نہیں سکتا۔۔۔"ایرج نے سوچا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے، کیا ریکٹ کرے۔

www.novelsclubb.com

اس نے تارا کا ہاتھ تھاما تھا۔
~~~~~

"مجھے آپ کے لیے افسوس ہو رہا ہے، آئی ایم سوری کہ آپ کو ایک ٹاکسک ریلیشنشپ میں رہنا پڑا۔ آپ یہ ڈیزرو نہیں کرتی تھیں۔۔۔" اس نے تارا کی آنکھوں میں دیکھا تھا، ان میں نمی جھلک رہی تھی۔

"کوئی بھی شخص چاہے کتنا بھی اچھا ہو، کتنا بھی برا، وہ ریپ ڈیزرو نہیں کرتا، مس۔۔" اس نے ایرج کا ہاتھ اور مضبوطی سے تھاما تھا۔

ان چند لمحوں میں، تارا کی چند باتوں نے، ایرج کا دل پلٹنا شروع کر دیا تھا۔

اسے ارمغان سے محبت ہوئی تھی یا نہیں، اسے دوروس سے نفرت کم ہونے لگی تھی۔

مگر اب بھی چند سوالات تھے جن کا جواب اسے ارمغان سے پوچھنا تھا۔

~~~~~

(لاہور، حال)

www.novelsclubb.com

"اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ میں اس پہ بیٹھوں گی تو بھول ہے تمہاری۔"

وہ دونوں اب لاہور کے ہلکے سرد، ہلکے خشک موسم میں پارکنگ میں کھڑے تھے۔ دوروس نے لیدر جیکٹ واپس پہن لی تھی اور اب ہاتھوں پہ دستانے پہن رہا
~~~~~

تھا۔ایرج کا چہرہ پہلے سے کافی تروتازگی لگ رہا تھا۔وہ اب سفید یونیفارم کی جگہ جینز کے کپڑے کی فراک میں ملبوس تھی۔ساتھ سفید ٹراوزر اور سرخ دوپٹہ گلے میں مفلر کی طرح پہن رکھا تھا۔وولف کٹ بال جواب کافی لمبے ہو گئے تھے،وہ اونچی پونی ٹیل میں بندھے تھے اور آنکھوں پہ بڑے بڑے چشمے موجود تھے۔

وہ دوروس سے سب پوچھنے والی تھی مگر اس نے کہا تھا کہ اسے کوئی اہم بات کرنی ہے تو اس نے پہلے پوچھنے کا خیال ترک کر دیا۔شاید وہ اسی سلسلے میں بات کرنے والا ہو؟اس نے سوچا تھا۔

www.novelsclubb.com

دوروس نے بھی اسے کچھ نہیں کہا تھا،البتہ اس کا لہجہ اب بہت دھیمہ اور نرم ہو گیا تھا۔

''میں اس پہ بیٹھ ہی نہیں سکتی۔''ایرج نے دوروس کے اکتائی ہوئی شکل دیکھتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

وہ اسے گہری سانس لیتے غور سے دیکھنے لگا۔

پچھلے پندرہ منٹ سے وہ اس کی خوشامد کر رہا تھا کہ وہ اس کی بائک پہ بیٹھ جائے، مگر وہ اپنی بات پہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔

دوروس نے ہیلمٹ اتارا اور اپنی یاماھا آرسیون (سپر بائک) سے ٹیک لگاتے اسے دیکھنے لگا۔

''ہم گاڑی میں نہیں جا سکتے کیونکہ وہ موجود نہیں ہے، ایکویرس۔''اس نے کہا۔

"ہم انتظار کر لیتے ہیں، اور میرا نام ایرج ہے، مجھے وہی بولو، ایکیورس کیا ہے یہ؟"
وہ مفلر نما دوپٹے کو ٹھیک کرتے مشورہ دینے لگی۔

"گاڑی رات میں آئے گی، اور ہمیں ابھی جانا ہے، اور میں ایکویرس اس لیے بولتا ہوں کیونکہ اس میں تم منفرد لگتی ہو۔" وہ بائک پہ کہنی ٹکائے اسے مدھم مسکراہٹ سے دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"کیسے۔۔؟" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم ایکویرس ہو، میں ایریس۔

تم آب ہو، اور میں آگ ہوں۔

تم ایرج ہو، میں ارمغان ہوں۔"

اس نے ایرج سے نظریں ملاتے وضاحت کی۔

"دونوں ایک دوسرے کے لیے نہیں بنے۔" وہ فراک کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے بولی تھی۔ اسکی آواز میں طنز عیاں تھا۔ مگر اسکے اگلے جملے پہ اسکی آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا؛

www.novelsclubb.com

"میں اپنی آگ کو راکھ کرنا چاہتا ہوں، ایرج۔" اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

وہ اسے عجیب سی مسکراہٹ سے دیکھتے رہی، اس نے کچھ نہیں بولا تو دوروس نے اس کو ایک چھوٹا سا سفید ہیلمٹ تھما دیا۔

"چلو، بیٹھو۔" وہ خود بائک پہ بیٹھتے، ہیلمٹ پہنتے بولا تھا۔

"میں اس پہ گر جاؤں گی" وہ سپر بائک کو دیکھتے کہنے لگی۔

"نہیں گرو گی، اگر مضبوطی سے تھامے رکھا۔" اس نے ایرج کو ہیلمٹ پہنتے دیکھا۔

"مگر میں تھاموں گی کیا؟" اس نے مشکلوں سے اپنا منہ اس ڈبے میں ڈالا۔

"مجھے تھام لینا۔یا میری جیکٹ کو۔"اس نے چابی گھماتے ہوئے کہا۔

"مر کے بھی تمہیں ہاتھ نہ لگاؤں۔"اس نے کہا تو سرگوشی میں تھا مگر دوروس نے سن لیا۔

"ہینڈل ہے پیچھے،اسے پکڑ لینا۔"اور پھر اس کے ہیلمٹ کا شیشہ نیچے کر لیا۔

www.novelsclubb.com

وہ گھبراتے ہوئے بائک پہ بیٹھی اور ہینڈل تھاما ہی تھا کہ بائک کی زناٹے دار آواز سے اس نے فوراً اس کے شانے تھامے تھے۔

وہ مسکرایا۔

پارکنگ سے بائک باہر نکالتے ہی اس نے رفتار تیز کر دی تھی۔

جس رفتار پہ وہ بائک چلا رہا تھا اس پہ ایرج بائک کا ہینڈل پکڑتی تو گر کے مر جاتی۔ ایرج نے اس کے شانوں کو اور مضبوطی سے تھاما اور ''آہستہ چلاؤ'' کی پکار لگائی جسے دوروس نے مہارت سے اگنور کر دیا۔

www.novelsclubb.com

''ہم جا کہاں رہے ہیں؟'' اسے چلانا پڑا تھا تب جا کہ دوروس کو اس کی آواز پہنچی۔

''جہاں جہاں ہم جا سکتے ہیں!''اور پھر اس نے لاہور کی سڑکوں پہ اپنی بائیک بھگا دی۔

~~~~~

وہ دونوں بائک پر تقریباً پورا لاہور گھومے،اندرون لاہور سے مینار پاکستان تک، بادشاہی مسجد سے چھوٹے موٹے پارک تک۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں اب بائیک پارک کرتے اترے اور ہیلمٹ سر سے اتارا۔ایرج نے بھی ہیلمٹ اتارا اور ہوا سے پھڑ پھڑاتے مفکر کو بار بار درست کرنے لگی۔
~~~~~

''ہم پوار لاہور کیوں گھوم رہے ہیں؟'' وہ پریشان نظروں سے اس کی پشت دیکھ رہی تھی۔اس نے جیکٹ اتار دی تھی اور سفید شرٹ سے آر پار اس کے کسرتی پیٹھ پہ بنا سیاہ ڈریگن ایرج کو دکھ رہا تھا۔پتا لگتا تھا کہ وہ جم فریک ہے کیونکہ جب بھی وہ چلتا تو جسم کے ایک ایک مسلز ساتھ ساتھ کسی مشین کی طرح ہل رہے ہوتے تھے۔اس کی جیکٹ ہاتھ میں فولڈ تھی۔

''دوروس، میں نے کچھ پوچھا ہے، ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' اس نے اس کے پیچھے قدم روکے تو وہ بھی ٹھہر گیا۔پھر پلٹ کر اسے دیکھا، چہرے پہ سیاہ سن گلاسز ٹکے تھے اور بال ہوا سے بکھر رہے تھے۔

''اتنا بڑا بڑا لکھا ہوا ہے ''ریڈ نگز'' ظاہر سی بات ہے یہاں ہی آئے ہیں۔'' اس کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

''کیوں؟''وہ ہاتھ باندھے اسے دیکھنے لگی۔

''میں نے کہا تھا تمہیں میرے ساتھ کہیں چلنا ہو گا۔''وہ اب پلٹ کر چلنے لگا۔

''تو وہ یہ جگہ تھی جہاں تم مجھے لانا چاہتے تھے؟''وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے ہم قدم آئی۔

www.novelsclubb.com

''نہیں،وہ تو مجھے یہاں کافی پینی تھی اسی لیے آئے ہیں۔''وہ اب دروازے کے اندر داخل ہو گیا،اور وہ اسے گھورتی رہ گئی۔

ایرج نے گہری سانس بھری اور مفلر نما دوپٹہ ایک اور بار درست کرتے دروازہ دھکیلا۔

نجانے کیسے مگر وہ ارمغان کی طرح دوروس پہ بھی بھروسہ کرنا شروع ہو گئی تھی۔

ریڈ نگز کا دروازہ کھلا تھا یا کسی خواب نگر کا، وہ فرق نہ کر پائی۔ اسے کتابوں سے پہلے ہی لگاؤ تھا اور پھر اس نے لاہور کی یہ خوابیدہ جگہ صرف تصویروں میں دیکھی تھی۔ وہ قدم قدم چلتی اندر آئی اور گول گھوم کے ہر زاویے سے اس جگہ کو دیکھا۔ وہاں صرف کتابیں تھیں۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جہاں پہ کھڑے لڑکے نے مسکرا کے اسے سلام کیا۔ وہ سلام کا جواب دے کر بک شیلف کے اندر گھس گئی۔ اس کے پیچھے وہاں کا ایک ورکر آیا تھا جسے اس نے نظر انداز کر دیا۔

پھر وہ ایک ایک ریک میں گھس کر کتابیں دیکھنے لگی۔ کچھ اٹھاتی، اُن کی خوشبو سونگھتی اور واپس رکھ دیتی۔ پھر وہ کچھ کا بلرب پڑھتی اور واپس رکھ دیتی، نظر نظر میں اسے وہاں رکھی ڈارک ورس کی تمام کتابیں نظر آئیں اور اس کا دل مچل گیا۔ اس نے اس سیریز کی پہلی دو کتابیں پڑھی ہوئی تھیں وہ بھی انٹرنیٹ سے ڈاؤنلوڈ کر کے۔ وہ تیز تیز چلتے وہاں آئی اور ڈارک ورس کی ایک ایک کتاب اٹھا کر چیک کی، اس کے چہرے پہ خوشی تھی۔ پھر اس نے کتاب پلٹ کر پرائس چیک کی، تو اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

ہر کتاب دو ہزار سے اوپر کی تھی اور اس کے پاس اس سیریز کی ایک کتاب بھی خریدنے کے پیسے نہ تھے۔ خواب نگر کے خواب تو دیکھ لیے تھے مگر ان کی قیمت ادا کرنے کی اس میں سکت نہیں تھی۔ وہ کتابیں تھامے اداسی سے دیکھتی رہی اور پھر رکھنے ہی لگی تھی کہ اس کے پیچھے کھڑے ورکر نے اسے مخاطب کیا۔

"میم آپ کو یہ چاہیے؟" وہ اس کی طرف پلٹی تو اسے مسکراتا ہوا دیکھا۔ وہ بھی مدھم سا مسکرا دی۔

"نہیں، ابھی میرا بجٹ نہیں ہے، پھر کبھی۔۔۔" اس نے معذرت کرنا چاہی مگر اس لڑکے نے مسکراتے ہوئے اسکی بات کاٹی۔

"مگر سر تو پہلے سے ہی دس بکس کی پے منٹ کر چکے ہیں، اور انہیں نے کہا ہے کہ جو بکس آپ کو پسند آئیں، وہ پیک کر دیں۔"

وہ حیرانی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"کون سر؟" اسے معلوم تھا وہ کس کی بات کر رہا ہے پھر بھی اس نے پوچھا۔

"وہ جو وہاں کھڑے ہیں۔" اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تھا۔ ایرج نے چہرہ پلٹا۔

اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو سیکنڈ فلور کے کاونٹر پہ وہ کھڑا غور سے کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس نے لڑکے کو بکس تھمائی اور خود سیکنڈ فلور تک آئی۔

www.novelsclubb.com

لیدر جیکٹ اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی، سیاہ گلاسز اب بھی آنکھوں پہ ٹکے ہوئے تھے اور بلو جینز پہ سفید ٹی شرٹ پہنے وہ دراز قد شخص وجیہہ لگ رہا تھا۔ وہ اس تک چلتی آئی اور آنکھوں میں بے زاری سمیٹے اسے دیکھنے لگی۔ وہ اس سے کچھ

انچ لمبا تھا اسی لیے ایرج کو گردن اٹھانی پڑی۔ وہ دونوں اب کیفے "فسانہ" میں کھڑے تھے۔ ایک طرف بکس کے ریکس تھے اور ایک طرف میز اور کرسیوں کا سیٹ اپ۔ شیشے سے باہر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔

اسے دیکھتے ہی وہ مسکرایا اور آنکھوں سے چشمہ ہٹایا تو سیاہ آنکھیں واضح ہوئیں۔

"کون سی بکس لیں پھر؟" وہ مدھم آواز میں پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کس لیے کر رہے ہو تم یہ سب؟" وہ ہاتھ باندھے اسے دیکھتی رہی۔

"جو کچھ آفس میں ہوا، اس کے لیے سوری۔" دوروس کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

"کس لیے سوری؟ مجھے اپنی پستول سے اسالٹ کرنے کے لیے؟ اوہ، یا پھر مجھے گالیاں دینے کے لیے؟ نہیں بلکہ مجھے اغوا کرنے کے لیے؟ نہیں بلکہ شاید میری جان لینے کی کوشش کرنے کے لیے، ہے نا؟ ان سب کے لیے جو تم نے میرے ساتھ کیا، تم اس کے لیے "سوری" ہو۔" وہ دباد باسا چلائی تھی۔

"بیٹھو۔" اس نے جبڑے دبائے تھے۔ وہ اس کی بات سنتے ہوئے ایک ٹیبل کے قریب آیا اور کرسی کھینچ کہ اسے بیٹھنے کا کہا۔

"مجھے نہیں۔۔۔۔"

''بیٹھو۔''اس نے اب سخت لہجے میں کہا تھا۔

وہ ابھی بیٹھی تھی کہ پیچھے سے ایک ورکر آیا اور ان کی ٹیبل پہ ایک شاپر رکھ کر چلا گیا۔ان میں ڈارک ورس کی پانچوں کتابوں کے ساتھ ''آلٹل لائف''، ''بلیک بیوٹی''، ''بک تھیف''، ''فیر نکسٹائن''اور ''پرفیوم'' بھی تھیں۔

وہ اس کے مقابل آکر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

''ڈارک ورس تمہاری فیورٹ بکس ہیں، میں نے ان کو پڑھا تھا۔مجھے ریپر سب سے زیادہ اچھی لگی،اور اپیرر بھی اچھی تھی۔ تمہاری چوائس اچھی ہیں کافی۔ڈارک ورس کے علاوہ جو کتابیں ہیں وہ میری پسندیدہ ہیں، شاید تمہیں پسند آئیں''۔وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا اور الگ الگ کتابوں کے تبصرے پیش کیے۔

''آر یو سیریس؟''وہ اس کو حیران نظروں سے دیکھتی گئی،اپنا غصہ ضبط کرنا اب مشکل ہو رہا تھا۔

''آف کورس آئی ایم!''

اس کی بات پہ اس نے کچھ نہ کہا،بس اسے گھورتے رہی۔

www.novelsclubb.com

''اچھا بتاؤ اور کتابیں لینی ہیں؟''اس نے ہاتھ سر کے پیچھے ٹکائے اور پشت کرسی سے۔

''مجھے گھر جانا ہے۔''اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا،اسے دوروس کی مسکراہٹ سے چڑ آنے لگی تو اس نے سر جھکا لیا۔وہ اب اپنے سفید پمپس کو دیکھنے لگی۔

''آئسکریم کھاؤ گی؟''۔اس نے ایرج کی بات کو نظر انداز کرتے پھر سے پوچھا۔

''مجھے گھر جانا ہے۔''ایک ہی جواب،وہی سرد لہجہ۔

''تمہاری فیورٹ کافی بھی ہوتی ہے یہاں،ایسپریسو ودا یکسٹرا کیریمل!وہ پینی ہے؟''ایسا لگ رہا تھا دوروس نے ایرج پہ دس سالوں کی ریسرچ بٹھائی ہو۔اس نے اب ایرج کی جھکی آنکھوں میں دیکھا۔

"ایرج۔۔۔۔"

"تم نے سنا نہیں؟ مجھے میری فیملی کے پاس جانا ہے!" وہ ایک دم پھٹ پڑی تھی، خاموش کیفے میں اس کی آواز اور بلند سنائی دی۔ لوگ ان کی طرف مڑ مڑ کر دیکھنے لگے تھے۔

دوروس کے لب جو مسکراہٹ سجائے ہوئے تھے، اب سختی سے سل گئے۔ اس نے جیکٹ کو شانوں پہ سجایا اور جیب سے چابی نکالتے اسے مخاطب کیا۔

"چلو۔" اس کے لہجے میں اچانک سے سرد پن اور خشکی آگئی تھی۔

''اب کہاں لے جارہے ہو مجھے تم؟''اس نے بیٹھے بیٹھے پوچھا تھا۔

''جہاں جانے کی تم نے رٹ لگائی ہوئی ہے، تمہاری فیملی کے پاس!''وہ اس کو وہیں چھوڑ کے سیڑھیاں اترنے لگا تھا۔ایرج اس کی آنکھوں میں اٹھتے انگاروں کو دیکھ سکتی تھی۔

~~~~~

www.novelsclubb.com

اس کی بائک سرمئی گھر کے عین سامنے آکر رکی،اس نے ہیلمٹ کو تقریباً کھینچتے ہوئے اتارا۔
~~~~~

''اترو۔''اس نے ایرج کو بائک سے اترنے کا کہا۔لہجہ نہایت سرد تھا۔اس کا انداز عجیب سا ہو گیا تھا۔ایرج نے اسے نفرت سے بھی بات کرتے دیکھا تھا اور نرمی سے بھی، مگر یہ کچھ الگ تھا۔جیسے کسی مردے کی آواز ہو۔

وہ بائک سے اترتے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔وہ اسے کچھ کہے بنا گھر کا دروازہ کھولنے لگا۔

''چلو۔''دروازہ کھولتے ہوئے اس نے باہر کھڑی ایرج کو اندر آنے کا کہا۔

''میں۔۔۔یہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔۔''گھر کے اندر بالکل گھپ اندھیرا تھا،اور دھول مٹی اڑ رہی تھی۔

وہ گھر کے اندر جھانک رہی تھی کہ اسے اپنی کلائی پہ کسی کی انگلیاں محسوس ہوئیں۔ اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی، وہ گھر کے اندر تھی۔ دوروس نے اس کی کلائی کو اتنی مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا کہ اس کے ہاتھوں کی نسیں ابھرنے لگی تھیں۔ وہ ایک ہاتھ سے دروازہ بند کر رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اسے تھاما ہوا تھا۔

اسے اندھیرے میں بس دوروس کی سلوٹیں نظر آ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے ایرج کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اندھیرے کے باعث کچھ بھی واضح نہیں ہو رہا تھا۔ مگر وہ اپنے قدم پیچھے لینے لگی کہ اس کی پشت کسی شیشے سے ٹکرائی، وہاں کھڑکی سے روشن کرنیں آ رہی تھیں، اس نے گردن گھما کے دیکھا تو اس کی پشت کسی تصویر سے ٹکی ہوئی تھی۔

اور پھر اس نے اندھیرے سے ابھرتے دوروس کو دیکھا۔ایک وحشت اس کے پورے جسم پہ رینگ گئی۔

"یہ۔۔تم کیا کر رہے ہو؟"اس نے ڈر اور دلیری کے ملے جلے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

دوروس چھوٹے چھوٹے ڈگ بھرتا اس کے قریب آتا گیا۔دوروس قدم بڑھاتے گیا اور وہ دیوار میں دھنسنے کی کوشش کرتی رہی۔پھر اس کے قدم ایرج سے دو قدم کی دوری پہ رک گئے۔

اس نے جیب سے ایک لائٹر نکالا۔

اس نے ایک ہاتھ ایرج کے سر کے تھوڑے اوپر، دیوار پہ لگی تصویر پہ ٹکایا اور دوسرے ہاتھ سے سے لائٹر اس کی گردن کے قریب جلانے لگا۔ایرج اپنی گردن پہ شعلے کی گرماہٹ محسوس کر سکتی تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔تم۔۔"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں جاننا تھا نا کہ میں تمہیں لاہور کیوں لایا اور تمہیں قید کیوں کر لیا؟"اس کی آواز میں خون سی روانی اور کھائی سی خاموشی تھی۔

"تمہیں جاننا تھا نا کہ میں نے تمہارے بھائی اور کزن کو کیوں مارا۔" وہ اب ویسے ہی لائٹر جلا بجھا رہا تھا، اور ایرج کے دل میں تارا کی باتوں سے جو امید اجاگر ہوئی تھی، وہ ٹوٹ گئی، اس کے سامنے ایک قاتل کھڑا تھا۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں جلتے انگارے کو دیکھ رہی تھی جو لائٹر کے شعلے کو آئینہ دے رہے تھے۔

"میں بتاؤں گا تمہیں۔ ایک ایک بات، ایک ایک راز۔" وہ کہتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ ایرج نے ایک سانس خارج کی، مگر اگلی سانس ہی حلق میں اٹک گئی۔ دوروس اپنی پستول نکال رہا تھا۔ اور پھر اس نے پستول لوڈ کی

''پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ میں جانور ہوں، حیوان ہوں۔۔۔یا پھر ایک عام سا انسان۔'' وہ اس سے دو قدم اور دور ہوا مگر ایرج کی پشت شیشے کی تصویر سے نہ ہلی۔

''آو ایرج،'' اس نے ایرج کے دائیں گال کی طرف کا نشانہ لیا اور ٹریگر دباتے فائیر کیا۔ گولی ایرج کے کان سے کچھ فاصلے پہ جا کر دیوار میں پیوست ہو گئی، مگر ایرج کا کان سن ہو گیا اور گولی کی گرماہٹ محسوس ہونے لگی۔ اسکی آنکھیں اتنے زور سے بند تھیں کہ آنکھوں میں درد ہونے لگا۔ وہ مدھم سا چلائی تھی

www.novelsclubb.com

شیشے کے کریک ہونے کی آواز آئی۔

"میں تمہیں سناؤں اپنی کہانی۔" اس نے پستول کا نشانہ ایک بار پھر ایرج کی طرف کیا، مگر اس بار بائیں گال کی جانب۔ اور دوروس نے پھر سے فائر کیا۔ اور اس بار اس نے شیشے کے چکنا چور ہونے کی آواز سنی، ساتھ اس نے اپنے سر پہ شیشے کا ٹکرا محسوس کیا تھا کہ اس نے دوروس کو اس کی کلائی تھامتے دیکھا۔

دوروس نے ایک جھٹکے سے ایرج کو اپنی طرف کھینچا تھا۔ ایرج اس کے جھٹکے کی وجہ سے اس کی دھڑ اور گردن سے جا لگی۔ اور ایرج کے پیچھے آویزاں شیشے کی تصویر، جس پہ کوئی بوڑھا آدمی تھا، چکنا چور ہوتے زمین بوس ہو گئی۔ پوری زمین سے دھول کی ایک لہر اٹھی۔ مگر وہ دونوں ارد گرد سے نے نیاز ایک دوسری کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے، ایرج کا ہاتھ اس کے کندھے پہ تھا۔ مگر دوروس نے اسے چھوا بھی نہیں تھا، اس نے ایرج کا ہاتھ بھی چھوڑ دیا تھا۔

"میں تمہیں سناتا ہوں ارمغان کی کہانی، ارمغان سے دوروس بننے تک کی کہانی۔"

ایرج نے اس کی آنکھوں کو محسوس کیا تھا، جو شعلہ ان میں جل رہا تھا، وہ اب راکھ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں اب سنسان ہو گئی تھیں۔ جیسے ان آنکھوں سے جان نکل گئی ہو۔ نہ نفرت، نہ محبت۔

"اور پھر میں تم سے ایک سوال پوچھوں گا کہ،" اس کی آواز پہ ایرج کی سانس رکی تھی۔ نجانے کون سی دل کی شاخ کسی لڑی سے جڑ گئی تھی؟

www.novelsclubb.com

"کہ کیا میں تمہاری زندگی کا حصہ بن سکتا ہوں؟" اس کی آواز پہ ایرج نے آنکھیں بند کر لیں اور کان اس کے دل سے لگایا۔ اس کا دل برق رفتاری سے دھڑک رہا تھا۔ اس کے دل کی آواز اور اس کی گہری سانسیں ایرج کے دل و دماغ میں بستی جا رہی تھیں۔

دوروس نے گہری سانس لیتے بولنا شروع کیا؛

(لاہور، ماضی)

تو اُن کے پیچھے بھاگا، بے چینیوں میں راتیں جاگا
رشتوں میں پیار نہیں دیکھا بھرم زیادہ

ہادیہ آپی کے علاوہ مجھے شاید ہی کسی اور پہ اتنا یقین تھا۔ وہ میرے لئے کسی سپر و من سے کم نہیں تھیں۔ جب سے میں اس گھر میں پیدا ہوا ہوں، تب سے میں نے

صرف ایک ہی انسان کو اتنا مثبت سوچ رکھے دیکھا ہے۔ہادیہ آپی، میری راہ، میری گائیڈ، مجھے بچپن سے صحیح غلط کی تمیز کرواتیں، مجھے حلال حرام کی تصدیق کرواتیں، مجھے اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھایا، مجھے انصاف کے لئے لڑنا سکھایا، مگر بات جب اُن کی زندگی کی آئی تو انھوں نے زندگی کے اصول چھوڑ کا صبر کا پیمانہ تھام لیا۔

مجھے کبھی کبھی ان پہ بہت غصہ آتا ہے مگر میں اُن کو کبھی کچھ نہیں کہتا، پھر مجھے ان پہ ترس آتا ہے۔میری آنکھوں کے سامنے جوان کے ساتھ ہوا ہے اس نے میری نظروں میں میرے گھر والوں کو گرا دیا تھا اور ہادیہ آپی کو آسمان پہ پہنچا دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہادیہ آپی کو ابا بیلٹ سے مارتے ہیں۔روز۔

مسجد میں مولانہ بنتے ہیں مگر گھر میں۔۔۔

امی بھی ہادیہ آپی کو بہت ڈانٹتی ہیں۔

ان کے چہرے پہ نیل پڑ گئے ہیں۔ان کا جسم زخموں سے بھر گیا ہے۔۔۔

میرا گھر تین منزلہ گھر تھا، جس کی سرمئی دیواریں اس گھر میں رہنے والے لوگوں کی غیرت کہ عکاسی کرتی تھیں۔سب سے نیچے والے حصے میں، میں، ہادیہ آپی، ابا اور امی رہتے تھے، اس سے اوپر والے حصے میں چاچو اور آمنہ چاچی رہتی تھیں۔ چاچو کی شادی کو دو سال ہی ہوئے تھے مگر ان کے بچے نہیں تھے، پتا نہیں کیوں مگر ان کی وجہ سے گھر کا ماحول ہمیشہ خراب رہتا تھا، وہ دونوں بے حد جاہلانہ انداز میں لڑتے تھے اور تھپڑ کی آواز پر ابا اوپر جاتے اور لڑائی ختم کرواتے۔میں جب اوپر جانے لگتا تو امی مجھے بازو پکڑ کے روک لیتیں، نجانے وہ ایسا کیوں کرتی تھیں۔میں نے کبھی ہادیہ آپی سے بھی نہیں پوچھا، ہادیہ آپی تو گھر سے اتنا لاتعلق اور کٹی کٹی

رہتیں کہ مجھے کبھی کبھار لگتا کہ وہ اس گھر کی فرد نہیں یا جیسے وہ اس گھر کی نوکرانی ہیں۔

ہادیہ آپی تمام گھر کے سارے کام خود کرتی تھیں۔ کبھی کبھار میں ان کی مدد کرتا تو امی بولتیں کہ یہ لڑکیوں کے کرنے کے کام ہیں۔ وہ ہادیہ آپی کو سسرال جانے کے لئے ٹرین کر رہی ہیں۔ مجھے امی کی یہ باتیں بھی بچکانہ لگتیں۔ سرف ڈال کے مشین گھمانے میں، اسپنج صابن سے لگا کے پلیٹ دھونے میں، اور جھاڑو کو زمین پہ رینگوانے سے کونسا لڑکا لڑکی بنتا ہے بھلا؟

www.novelsclubb.com

مگر پھر ہادیہ آپی بھی مسکرا کے مجھے کام کرنے سے روک دیتیں، اُن کا انداز بہت نرم تھا، تھکا ہارا سا۔ اُن کی آنکھیں بھی میری طرح بڑی بڑی سیاہ تھیں۔ وہ میک

اپ نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ گھر سے باہر ہی کہاں جاتی تھیں۔۔۔انھوں نے پڑھائی چھوڑ دی تھی اور اب گھر کا خیال رکھتی تھیں۔

پھر عرصہ گزر گیا اور میرے اور ہادیہ آپی کے پاس ایک چھوٹا سا کزن آ گیا۔اس کا نام خالد چاچو نے حماد رکھا تھا۔حماد خالد۔

مجھے تو چھوٹے بچے ویسے ہی بہت کیوٹ لگتے ہیں اور پھر حماد تھا بھی اتنا گولو مٹولو سا۔ہم تین ساتھ کھیلتے، مگر میرے ذہن میں ایک بات بہت کھٹکتی، حماد کا خیال زیادہ تر ہادیہ آپی ہی رکھتیں، آمنہ چاچی جاب پہ چلی جاتیں تھیں اور چاچو بظاہر تو ہمیں کہتے کہ "کام" سے جا رہے ہیں، لیکن ہم سب کو علم تھا کہ وہ آہستہ آہستہ اپنے پیسے جوا میں اڑا رہے تھے۔اُن کی فیملی میں بس کماؤ پوت آمنہ چاچی ہی تھیں جن کو ہر وقت ہی غصہ چڑھا ہوا رہتا، وہ ہادیہ آپی پہ بہت غصہ کرتی تھیں، ایک دن

توانھوں نے ہادیہ آپی کو تھپڑ بھی مارا تھا۔ میں نے جب امی سے اُن کی شکایت کی تو امی ان کے سامنے ایسے بھیگی بلی بن گئیں جیسے وہ ہی اس گھر کی مالکن ہوں۔

میں نے ایک دن غصے میں آکر ہادیہ آپی کو کہا کہ وہ خود کے ساتھ ظلم کیوں ہونے دیتی ہیں، خود کو اذیت میں کیوں رکھتی ہیں، وہ برداشت کیوں کرتی ہیں۔ توانھوں نے اٹھ کہ مجھے گلے سے لگایا۔ اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کے روئیں۔ زندگی میں پہلی بار میں نے ہادیہ آپی کے آنکھوں میں آنسو جمے دیکھے تھے۔ پھر ہم کتنے ہی لمحے روتے رہے۔ انھوں نے مجھے جدا کرتے ہوئے کہا؛

www.novelsclubb.com

"میں اللہ کے انعام کی منتظر ہوں ارمغان.. مگر تم یاد رکھنا۔۔ خود کو کبھی ایسے اذیت میں مت رکھنا۔ جو تمہارے ساتھ غلط کرنا چاہے، اس کے خلاف تم آواز اٹھانا، تم لڑکے ہو، تم مرد ہو، تم طاقتور اور دلیر ہو۔"

پھر انھوں نے میرا ماتھا چوما پھر وہ اٹھ کے جانے لگیں۔

"کہاں جا رہی ہیں۔" میں نے ان سے پوچھا۔

"حماد کے لئے سیریل بنانا ہے پھر چاچی آجائیں گی۔"

www.novelsclubb.com

وہ بدقت مسکرائیں تھیں اور مجھے بے پناہ غصہ آیا تھا۔ آمنہ چاچی پہ بھی، خالد چاچو پہ بھی، اور اس گھر کے تمام افراد پہ بھی۔

سب سے پہلا خیال مجھے چاچو کا آیا کہ نجانے کیسے مرد تھے کہ اپنے ہی گھر کو پرایا سمجھتے تھے۔ میرا ایسے ان جیسے تمام مرد، شادی شدہ مردوں کو لعنت دینے کا دل چاہتا تھا۔۔۔ ہر اس شخص پہ لعنت جو خود کو مرد تو کہتا ہے مگر اُن کے گھر کی عورت گھر کے لئے کماتی ہے۔ لڑکی کا کمانہ ایک "choice" ہونا چاہیے۔ ایک مجبوری نہیں۔

پھر مجھے آمنہ چاچی پہ غصہ آیا جو خود کو خود ہی تباہ کر رہی تھیں، وہ خود مختار تھیں مگر وہ اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے بیٹے کی زندگی بھی تباہ کر رہی تھیں۔ ایک عورت کا بچہ اس کی اولاد ہونا چاہیے کوئی بوجھ نہیں۔

پھر مجھے اپنی بہن پہ غصہ آیا۔ وہ اس گھر کی فرد تھیں وہ نوکرانی نہیں تھیں جو وہ ہر کسی کا کام اپنے سر لے لیں۔۔ وہ معصوم تھیں مگر یہ مطلب نہیں تھا کہ ان کی

مسکراہٹ اُن کی رضامندی ظاہر کرے۔ایک بیٹی گھر کی ملکہ ہوتی ہے کوئی نوکرانی نہیں۔

مگر اس کے گھر میں سب الٹ تھا۔سب کے سب پاگل تھے۔۔میں کرتا بھی تو کیا کرتا؟ سمجھاتا بھی تو کس کو۔۔۔؟

~~~~~

www.novelsclubb.com

ٹھوکر تو پڑنی تھی ٹھوکر تو لازمی تھی

ٹھوکر نہیں پڑتی تو عقل نہیں آنی تھی
~~~~~

عرصے بیت گئے۔ عمریں بڑھ گئیں۔اور شاید خوشیوں نے بھی آخر کار ہمارے گھر دستک دے دی۔ مجھے اپنی خوشی سے زیادہ ہادیہ آپی کی خوشی عزیز تھی اور شاید ان کی زندگی نکھرنے والی تھی۔اُن کا رشتہ طے ہو گیا تھا۔ان کے منگیتر، عظیم بھائی نے انہیں نیا نویلا موبائل دیا تھا جس پہ وہ دن چڑھے شام ڈھلے کبھی میسج یا کبھی فون پہ بات کرتے۔ان دونوں کی عمروں میں فرق زیادہ تھا مگر جب بھی میں ہادیہ آپی سے ان کی خوشی اور اطمینان کا پوچھتا تو وہ چہرے پہ ایسی مسکان سجا لیتیں جو میں نے ان کے چہرے پہ کبھی دیکھی نہیں تھی۔ مجھے اُن کے لیے بے حد خوشی ہوتی۔

www.novelsclubb.com

ہادیہ آپی مجھے دین کی طرف لاتی رہتی تھیں مگر جب ہادیہ باجی کو دیکھا جو اتنی دین دار تھیں نماز اور قرآن پڑھتی تھیں اور پھر میں نے اُن کی زندگی کو دیکھا جس میں صرف غم تھا تو میں اللہ سے مایوس ہو جاتا۔ وہ مجھے سمجھاتی تھیں کہ یہ آزمائش ہے۔

مگر میں سوچتا کہ اللہ اپنے مومن بندوں کو ہی آزمائش میں کیوں ڈالتا ہے جن کا ایمان اتنا مضبوط ہو اُن کی زندگی میں اتنی مشکلات کیوں ہوتی ہیں۔

پھر میں نے ہادیہ آپی کے منگیتر کو دیکھا جو اپنے نام ہی کے طرح عظیم اور پر وقار تھے۔اور پھر میں نے آپی کو دیکھا تو مجھے اندازہ ہوا کہ اللہ جتنی مشکل آزمائش میں ڈالتا ہے۔اتنے ہی اچھے انعام سے نوازتا ہے۔ہادیہ آپی کی زندگی کو مثال بنا کے میں نے قرآن کو باقاعدہ پڑھنا شروع کیا۔میں چار نمازیں مسجد میں پڑھتا باقی فجر کی گھر میں۔پھر مجھے آپی بتاتی تھیں کہ وہ اللہ سے کتنی دعائیں مانگتی تھیں اور اب ان کی زندگی میں کتنی بہار آگئی ہے تو میں بھی پر امید ہو جاتا۔

میں اپنی زندگی کی بات کروں تو اس میں کچھ اتنا خاص نہیں تھا۔کچھ عرصہ پہلے ہی میرے بورڈ کے امتحانات ختم ہوئے تھے اور ساتھ ہی پریکٹیکل بھی۔اب زندگی

میں سکون سا تھا۔مجھے ایک نیا شوق بھی انہی دنوں چڑھا تھا جب عظیم بھائی کچھ دن پہلے دبئی سے میرے لئے فٹبال لائے تھے۔میں پھر گلی میں شام کو اپنے دوستوں کے ساتھ فٹبال کھیلتا۔

مگر پھر مجھے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ مجھے فٹبال کھیلنا اور دیکھنا کتنا زیادہ پسند ہونا شروع ہو گیا تھا۔

کچھ زیادہ۔۔۔

www.novelsclubb.com

میرے اسکول کا ایک دوست فٹبال اکیڈمی جاتا تھا اور وہاں جانا تو میری ضرورت سا بن گیا تھا۔میں پر سکوں سا ہو گیا کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ آج تک جب میرے ابا نے میری خواہش نہیں ٹالی تو یہ چھوٹی سی خواہش بھی کیا چیز ہے۔ابا سے سیدھے

بات کرنا مشکل تھا مگر اس دن پتا نہیں کہاں سے ہمت جوڑ کے ابا کے پاس خواہش لے کر گیا تھا۔ چہرے پہ مسکراہٹ دل میں اطمینان اور پھر۔۔۔

ان کے منہ سے انکار کسی ٹھوکر کی طرح میرے منہ پہ پڑا۔

اور اس دن مجھے اندازہ ہوا کہ میں خود کے لئے کافی ہوں۔

اپنے کمرے میں آیا۔ دراز کھول کے تین سو روپے نکالے۔ ان تین نوٹوں کو دیکھ کے مجھے خوشی بھی ہوئی تھی، غم بھی اور ڈر بھی۔ مجھے پتا تھا کہ ابا کا فیصلہ حرفِ آخر ہوتا تھا امتیاز ہاؤس میں۔ مگر مجھے اپنی خوشی ہر چیز سے زیادہ اہم لگی تھی۔ میں ہادیہ آپی کو دیکھ چکا تھا۔ اور میں ان کی طرح اپنے خواب نہیں مار سکتا تھا۔

اگلے دن سے ہی ہر شام میں نے فٹبال اکیڈمی جانا شروع کر دیا جو ختم تو مغرب کے کئی دیر بعد ہوتی تھی مگر کیونکہ میں چھپ کے وہاں جاتا تھا تو گھر جلدی آنا مجبوری تھی۔انہی دنوں بورڈ کے رزلٹ کی تاریخ بھی جاری ہو گئی تھی۔پانچ دن بعد ہفتے کو رزلٹ آنے والا تھا،حالانکہ پیپرز بہت اچھے ہوئے تھے مگر دل مٹھی میں قید سا ہوا لگتا تھا۔

ہر دن سولی پہ اٹکتے ہوئے گزرنے لگا تھا۔

~~~~~~
~~~~~~

میں لڑتا رہا حق پہ، میں مرتا رہا حق پہ

پر کسی نے نہ بھی اس حق کی قدر کی

اس دنیا میں کون تیرا ساتھ دے گا

جب لوگ دفنا کے بھول جاتے ہیں

کہ کون سی قبر تھی۔

ہادیہ آپی اپنا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھیں جبکہ میں ایڈمٹ کارڈ ہاتھ میں پکڑے کپکپا رہا تھا۔ ہم دونوں سست قدموں سے گھر کے باہر نکلے، اور دونوں میرے دوست کے گھر روانہ ہو گئے تھے۔ اسی کے گھر کمپیوٹر تھا۔ اور اسی کے گھر جانے کتنے لوگ آنے والے تھے اپنا رزلٹ دیکھنے۔

اس کے گھر پہنچتے ہی وہ ہمیں قریب کمرے میں لے آیا جہاں اس کا کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ دھڑکتے دل کے ساتھ میں نے ویب سائٹ کھولی۔ ایک ایک کر کے ایڈمٹ کارڈ نمبر پر کیا۔ اس وقت تک میرا دل حلق میں آ چکا تھا۔

ویب سائٹ لوڈ ہونے لگی اور وہ چند سیکنڈ میں کھل گئی۔ اور پھر میں نے اپنا رزلٹ دیکھا۔۔

میں وہاں ہی زندہ موت مر گیا تھا۔

تقریباً بھاگتے ہوئے میں نے رکشہ پکڑا۔ ہادیہ آپی کو میں نے دروازے کے پاس کھڑے دیکھا تھا۔ آج ہفتہ تھا، ایک امید، رکشہ مجھے اسکول تک لے آیا، میں نے جیب سے اسے چند پیسے ادا کیے اور اسکول کے گیٹ سے اندر بھاگا۔ سامنے کوئی گارڈ

نہیں تھا۔دل دھڑکنا بھول چکا تھا بس بے جان سانسیں تھیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی تھیں۔ جیسے تیسے کر کے میں اسٹاف روم تک پہنچا تھا اور پھر میری جان میں تھوڑی سی جان آئی تھی۔

میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔اسٹاف روم میں بیٹھے واحد شخص نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے۔

پھر مجھے اندر آنے کا کہا۔میں ڈگمگاتے قدموں سے اندر آیا۔وہ چیئر سے کھڑے ہوئے اور ڈیسک سے ٹیک لگالی۔

"ارمغان؟آپ آج یہاں؟"سر نے مجھ سے سوال پوچھا تھا جس کا جواب دینا بھی شرم سے مر جانا تھا۔

"سر..." میری آواز گلے سے نکلتے ہی رندھ گئی۔

"کیا ہوا بیٹا؟" وہ فکر مندی سے قریب آئے اور میرا چہرہ اٹھاتے ہوئے پوچھا اور میں لفظوں کی کھوج میں گم رہا کہ کیا کہوں۔

"سر۔۔۔ جسٹ فایو مارکس۔۔۔ سر۔۔۔ میرے پریکٹیکل میں پانچ نمبر بڑھا دیں سر۔۔۔"۔

www.novelsclubb.com

"مگر بیٹا۔۔ ہوا کیا ہے؟ یوں اچانک..." وہ اب مجھے فکر مندی سے دیکھنے لگے۔

"سر۔۔رزلٹ آیا ہے اور۔۔۔اور کیمسٹری میں فیل ہوا ہوں۔۔۔"ہچکیوں کے درمیان میں نے خود کو کہتے سنا۔

"سر۔۔۔میں پریکٹیکل کے پانچ نمبرز سے پاس ہو جاؤں گا سر۔۔۔پلیز سر۔۔۔۔صرف پانچ نمبرز۔۔۔میری زندگی تباہ ہو جائی گی۔۔۔"میں کہہ رہا تھا، سر دروازے کے پاس گئے اور اسے بند کر دیا۔

شاید میں زیادہ تیز آواز میں رو رہا تھا، میں نے خود کو روکنا چاہا مگر ڈر تھا، خوف تھا، جو دل میں بیٹھا جا رہا تھا۔

میں سر کو سوالیہ نظروں سے دیکھتا رہا۔وہ کچھ بول ہی نہیں رہے تھے۔بس ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

پھر انھوں نے قدم بڑھائے اور ڈیسک کی طرف آئے۔انھوں نے ڈیسک سے اپنا والٹ اٹھایا اور اس میں سے کچھ نکالا۔آنسو منظر دھندلا کر رہے تھے، میں نے آنکھوں کو رگڑا تو سفید اور سرخ چیک شرٹ میں کھڑے میرے کیمسٹری کے سر کا چہرہ واضح ہوا،ان کے چہرے پہ فریم لیس گلاسس لگے تھے۔

وہ میرے قریب آئے۔

www.novelsclubb.com

"اوکے میں کر دوں گا۔نو پرابلم۔مگر بچے آپ کو میرا ایک کام کرنا ہو گا"۔

وہ مجھ سے کچھ فاصلے پہ کھڑے ہو گئے۔ میں نے چہرہ اٹھا کے اُن کو دیکھا اور پھر ان کے ہاتھوں کی حرکت کو۔ وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہے تھے۔

کچھ غلط تھا۔۔۔۔

مجھے کچھ محسوس ہوا۔۔۔ کچھ غلط تھا۔۔

میں دو قدم پیچھے ہوتا گیا، وہ دو قدم آگے ہوتے گئے حتیٰ کہ میرا جسم دروازے سے چپک گیا۔

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے اور فریم لیس چشمہ اتار کر جیب میں ڈال دیا۔

پھر وہ میرے چہرے پہ جھکے۔

"میرے ساتھ کھیلو گے..؟"ان کی مسکراہٹ ٹھیک نہیں تھی۔ان کا لہجہ ٹھیک نہیں تھا۔پھر ان کا ہاتھ جو پینٹ کی بیلٹ تک جا رہا تھا۔۔

یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

میں نے دروازے کا ہینڈل تلاش کیا۔اس کو گھمایا مگر وہ لاکڈ تھا۔وہ کھڑے ہوئے اور میرے اوپر جھکے۔اس سے پہلے وہ مجھے ہاتھ لگاتے میں نے ان کی شرٹ گریبان

سے پکڑ کر پھاڑ دی۔ان کی گردن سے لٹکتا سلور لاکٹ میرے سامنے آیا۔ پھر میں نے اس پہ لکھی عبارت پڑھنی چاہی۔

"في ذكريات الجيده وفي ذكريات سيئة سأظل معك إلى الأبد۔"

(اچھی یادوں میں اور بری یادوں میں، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔)

وہ عربی میں کوئی عبارت تھی۔ میں اس پہ غور نہیں کر پایا اور وہ لاکٹ میری نظروں سے گم ہو گیا۔

میں نے ان کی انگلیاں اپنی گردن پہ محسوس کیں۔اور پھر اُن کا چہرہ میری نظروں کے سامنے آیا۔پورے سال میں ان کی کلاس میں آگے بیٹھا تھا کیونکہ وہ میرے فیورٹ سر تھے۔وہ مجھ سے مسکرا کر سب سے زیادہ سوال پوچھتے، میں ان کا جواب دیتا۔مگر آج۔۔

آج یہ مسکراہٹ پہلے والی سادہ نہ تھی۔۔آج اُن کی مسکراہٹ سے وحشت ٹپک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

میں نے ایک ہاتھ گردن پہ محسوس کیا اور اُن کا دوسرا ہاتھ میری کمر تک اٹھا اور پھر انھوں نے مجھے ہاتھوں سے اٹھایا۔میرا سر الٹا ہو گیا تھا۔مگر میرا ہاتھ انکی کمر تک جا رہا تھا، میں ہاتھ پاؤں چلا کر اُن کو مارنے لگا کہ اُن کی پاکٹ میں رکھی کسی چیز سے میرا ہاتھ پھنس گیا۔میں نے ہاتھ زور سے کھینچا تو اُن کی پاکٹ سے ایک پاکٹ واچ

میرے ہاتھوں میں الجھ گئی۔ میں نے اس سنہری گھڑی کو دیکھا جس پہ بالکل وہی عبارت لکھے تھی جو انکے گلے میں لاکٹ پہ تھی۔ میں نے وہ پاکٹ واچ مٹھی میں تھامتے ہوئے چھپالیا۔

وہ مجھے کرسی تک لائے اور چیئر پہ لا کر پٹخ دیا۔ میں پاؤں چلا رہا تھا۔ میں ہاتھ گھما رہا تھا۔ میں چیخنا چاہ رہا تھا مگر اُن کا ہاتھ میرے منہ کو مکمل ڈھک چکا تھا۔ میرے منہ سے سسکی نکل رہی تھی۔ آنکھوں نے آنسو بہہ رہے تھے، دل میں خوف اتر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر میں نے اپنے منہ پہ ڈکٹ ٹیپ محسوس کیا اور ہاتھ اور پاؤں پہ رسی۔ میرے دونوں ہاتھ اور پاؤں الگ الگ چیئر کے ایک دوسری طرف باندھے جا چکے تھے۔ میں خود کو ہلا رہا تھا خود کو کھولنے کی ناکام کوشش میں میں کرسی سمیت منہ کے بل زمین پہ جا گرا تھا۔

اور پھر میرا ذہن ماؤف ہونا شروع ہو گیا۔ میری آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ مجھے کسی نے کرسی سے اٹھایا اور میں نے پردوں کے بند ہونے کی آواز سنی۔ پھر میں نے کسی کے ہاتھ اپنی ٹانگوں پہ محسوس کیے۔

اور پھر مرد ہونے کے باوجود میں نے اپنے اندر کچھ غلیظ، کچھ دردناک اور کچھ داغدار سا احساس محسوس کیا۔

درد کی ہر ٹھیس جسم کے ہر کونے پہ اٹھنا شروع ہو گئی اور دل و دماغ پہ گھاؤ لگنا شروع ہو گئے جو نجانے کبھی بھولنے بھی تھے یا نہیں۔۔۔

ارحم نسیم صدیقی میرے جسم کو استعمال کرنے کے بعد اسکول کی پہلی منزل سے پھینک چکا تھا۔

~~~~~

(لاہور، حال)

وہ اسکے سینے سے الگ ہوئی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

اسنے ارمغان کی آنکھوں میں دیکھا جب میں آنسو ٹھہرے ہوئے تھے۔۔اسکے لب آپس میں بند تھے۔

وہ نفی میں سر ہلاتے اس سے دور ہوئی۔۔
~~~~~

نہیں۔۔۔۔

اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک سیاہ منظر چھاتے دیکھا۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ ارمغان کو دیکھ رہی تھی۔۔اسکی آنکھوں پہ سیاہی چھا رہی تھی۔۔

نہیں۔۔۔ارحم ایسا نہیں ہے۔۔۔یہ جھوٹ تھا۔۔۔ارحم ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔اس نے بچپن سے ارحم کو دیکھا ہے۔۔۔یہ جھوٹ تھا۔۔۔

اس سے پہلے اسکی آنکھیں بند ہوتیں، اسنے ارمغان کا ہاتھ اپنے بازو پہ محسوس کیا تھا۔اور پھر اس نے اپنا چہرہ اسکے دھر میں آرام سے لگتا محسوس کیا ہو جیسے کوئی تکیہ ہو۔

اسنے آنکھیں بند کر لیں تھیں، اپنے سر پہ اسنے ارمغان کا سر محسوس کیا۔۔

آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے تھے۔۔

اسکی زندگی ایک جھوٹ تھی؟

~~~~~~

(لاہور، ماضی)

میری آنکھ کھلنے کے بعد جو پہلا منظر مجھے نظر آیا تھا وہ میرے کمرے کا منظر تھا۔ میرے برابر ہادیہ آپی بیٹھی تھیں۔ میں نے اُن کی طرف چہرہ گھمایا۔ وہ ویران نظروں سے مجھے دیکھ رہیں تھیں۔ پھر وہ زخمی سا مسکرا دیں۔

انھوں نے مجھے اٹھا کر بٹھایا۔ جسم میں درد تھا مگر خلافِ توقع بہت کم۔ پھر مجھے ہادیہ آپی نے بتایا کہ میں دو ہفتہ ہسپتال اور چار دن گھر میں بے ہوش رہا ہوں۔ مجھے
~~~~~~

ہوش آتا بھی تو چند سیکنڈ، اس عرصے میں جو زخم میرے جسم پہ لگے تھے وہ زیادہ تر مندمل ہو چکے تھے۔ مجھے گھر میں ہادیہ آپی کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا۔ پھر ہادیہ آپی مجھے چھت پہ لے آئیں۔ میں چل رہا تھا۔۔۔ بس جسم کے پیچھے والے حصے میں درد تھا۔ میں چل رہا تھا۔۔۔ مجھے حیرانی تھی۔ مگر میرا دماغ کہیں گم تھا۔۔۔ وہ حال میں نہیں تھا۔۔۔ ماضی میں تھا۔

پھر ہادیہ آپی نے فٹبال مجھے پاس کی۔ انھوں نے مجھے لات مارنے کا کہا۔ میں نے لات ماری، ٹانگوں کے بیچ ایک درد کی ٹھیس اٹھی مگر میں نے اسے نظر انداز کیا اور ایک اور لات ماری۔ پھر مجھے سیڑھیوں پہ کسی کے چڑھنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے گردن گھما کے دیکھا تو دروازے کے پاس ابا اور امی کھڑے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں بدقت مسکرایا ہی تھا کہ ابا میرے سر پہ آ کھڑے ہوئے۔ اُن کی نظروں میں کچھ عجیب تھا۔

"کیوں!" اُن کا لہجہ میں نے کبھی اتنا بدلا ہوا نہیں دیکھا تھا۔

"تیری ہر بات مانی۔۔۔ تیری ہر خواہش پوری کی۔۔۔اور تو نے یہ کیا؟" اُن کا ہاتھ میرے بالوں پہ پہنچا۔وہ میرے منہ پہ گرجے تھے۔اور پھر انہوں نے میرے منہ پہ تھوک دیا۔

"تجھے شرم نہیں آئی؟ پہلے اپنے استاد پہ الزام لگایا پھر خودکشی کر کے انہیں پھنسانے کی کوشش کی؟ تجھے شرم نہ آئی؟" وہ میرے بالوں کو کھینچ رہے تھے۔میرے سر میں درد کی لہر اٹھنا شروع ہو گئی۔مجھے ان کی باتوں کا ایک حرف سمجھ نہیں آیا تھا۔

"ابا چھوڑیں اسے!" ہادیہ آپی قریب آئی تھیں مگر ابا نے انہیں دھکا دے کر دور کر دیا۔

پھر ابا نے میرے بال چھوڑے۔

سر میں درد کچھ کم ہو ہی تھا کہ پھر میں نے درد کی ایک شدت اپنے چہرے پہ محسوس کی۔

www.novelsclubb.com

پھر ہاتھ پہ۔۔

پھر پیٹھ پھر۔۔۔

پھر ٹانگ پہ۔۔

ابا نے مجھے اپنی پشاوری چپل سے تب تک مارا جب تک میری سسکیوں اور ان کی گالیوں سے پورا محلہ چھت پہ تماشہ دیکھنے نہ اکھٹا ہو گیا۔ان سب کے لب سلے ہوئے تھے۔میری ماں مجھے چھڑا رہی تھی۔میری بہن میرے ابا کی دھتکار کھا رہی تھی اور میں۔۔۔میں بس لاتیں کھا رہا تھا، چپلیں کھا رہا تھا۔۔

کس لیے؟اس کا جواب تو میرے باپ کے پاس بھی شاید نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

اس دن مجھے احساس ہوا تھا کہ میرے باپ نے میرے لاڈ، میرے نخرے اس لئے اٹھائے کیونکہ میں "لڑکا" تھا۔

ایک انا سا، ایک غرور سا فخر تھا میں۔کیا انھوں نے مجھ سے محبت کی بھی تھی؟

میں نے احترام کے قابل استاد کو ریپ کرتے دیکھ لیا تھا۔

میں نے حاجیوں کو تسبیح پڑھتے تشدد کرتے دیکھ لیا تھا۔۔

کیا زندگی میں اس سے بدتر اور کچھ ہو سکتا تھا۔

ہاں ہو سکتا تھا،اور وہ میری آگے کہ زندگی تھی۔

www.novelsclubb.com

~~~~~

دیکھو نا زمانے نے کیا میرا یہ حال کیا ہے
~~~~~

قسمت کا جھنڈا بھی کیا اونچا زوال دیا ہے

ارحم نے اپنی غلاظت میری زبان سے صاف کر کے اپنی تمام نشانیاں میرے جسم سے پونچھ کر مجھے پہلی منزل سے پھینک دیا تھا۔ جس سے نہ ہی میں مرا نہ ہی میری کوئی ہڈی ٹوٹی مگر اسے اپنے حق میں کہانی بنانے کا مکمل موقع مل گیا تھا۔اس نے سب اتنی مہارت سے کیا تھا جیسے میں اس کا پہلا شکار نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

اگلے پانچ ہفتوں کے لئے میں بیڈ ریسٹ پہ تھا۔ میری آنکھوں کے نیچے حلقے اور میرے چہرے پہ آنسوؤں کے نشان ایک داغ سے زیادہ نہ تھے جو میری زندگی پہ کوئی پندرہ منٹ میں لگا کہ چلا گیا تھا۔

مجھے خبر ملی کہ عظیم بھائی نے ہادیہ آپی سے منگنی توڑ دی تھی۔ان کا خیال تھا کہ جہاں ایک لڑکا اتنا گندہ کھیل کھیل سکتا ہے تو اس گھر کی لڑکی سسرال آکر کیا کیا تماشہ کرتی؟

ہادیہ آپی اب میرے کمرے میں نہیں آتی تھیں۔نہ اب وہ مجھے قرآن پڑھاتی تھیں۔نہ وہ میرا پوچھتی تھیں۔وہ میرا خیال رکھتی تھیں مگر میرا حال نہیں جانتی تھیں۔وہ جانتی بھی کیوں؟ان کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی چھین لی تھی میں نے۔۔پھر وہ میری زندگی کی فکر کیوں کرتیں۔۔

www.novelsclubb.com

میں دو ہفتوں سے اپنے سر کے اوپر چلتا سست پنکھا دیکھ رہا تھا اور اپنے بارے میں لوگوں کے خیالات سنتا رہا۔

بولنے کے لئے لب کھولتا تو دوسروں کی زبان سے آتی میرے لیے گالی میرا منہ بند کر دیتی۔مجھے تو اب صرف فیصلے سنائے جا رہے تھے۔کسی کو صفائی پیش کرتا تو کیا کرتا۔جس کو صفائی پیش کرنی چاہی،اس نے بھی منہ موڑ لیا۔جس نے زندگی بھر میرا ساتھ دیا وہ جب بدگمان ہو گیا۔۔تو دوسروں سے کیا امید رکھتا۔۔۔

اور پھر میں نے ابا کا اعلان سنا۔

میں بورڈنگ اسکول جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بڈھے مجھے بھیج کے دکھا۔"

اس دن مجھے احساس ہوا تھا کہ مجھے غصہ بہت آنے لگا تھا۔

~~~~~

روح کو آزاد کر جسم کو سکون دے

قلندری اڑان بھر، کیا ہوا گر پر نہیں

میں رویا تھا- فائدہ ندارد

www.novelsclubb.com

میں نے معافی مانگی- فائدہ ندارد

میں نے جرم قبول کر لیا- فائدہ ندارد

میں نے خود کو جھوٹا کہلایا- فائدہ ندارد

میں چلایا- فائدہ ندارد
~~~~~

میں چیخا-فائدہ ندارد

میں پاؤں میں گر گیا-فائدہ ندارد

میں نظروں میں گر گیا-فائدہ ندارد

گھر میں سفید چاندنی بچھائی جارہی تھی اور میں بس خالی نظروں سے دیکھتا جارہا تھا۔

"میرا دم گھٹتا ہے اس گھر میں ارمغان میری ساس رخصتی نہیں کر رہی ہیں"۔

www.novelsclubb.com

اگربتیوں کو جلایا جارہا تھا۔ان کو چاندی پہ سجایا جارہا تھا۔

"کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ میں کتنی بہادر ہوں جو اس گھر میں زندہ سروائو کر لیا"۔

لوگ آہستہ آہستہ لاؤنج میں جمع ہو رہے تھے۔میں سیڑھیوں پہ بیٹھا انہیں قرآن پڑھتے دیکھ رہا تھا۔

"قرآن اور نماز کبھی مت چھوڑنا چاہے تم کتنے ہی گمراہ کیوں نہ ہو جاؤ۔قرآن اور نماز ہی تمہیں مسلمان بناتا ہے انہیں کسی حالت نہ چھوڑنا"

وہاں بیٹھے لوگ تسبیحوں کے دانے گرا رہے تھے۔

"پوری زندگی گزار کہ میں سوچتی ہوں کہ جو زندگی میں نے گزار دی ہے اس سے تو موت کہیں زیادہ آسان تھی"

پھر ایمبولینس سے میت اٹھا کہ لاؤنج میں لائی گئی۔

''اللہ نے مجھے موت کیوں نہیں دی؟''

ساتھ ساتھ مدھم سسکیوں کی آواز بلند ہوئی۔ان نقلی سسکیوں کی جنھوں نے کبھی اس مردہ انسان کی زندگی کے بارے میں فکر نہیں کی تھی۔جو رو رہے تھے۔۔وہ تو شاید اسی لئے رو رہے تھے کہ شاید اُن کی نوکرانی مر گئی۔

''مجھے جنت کا اتنی شدت سے انتظار ہے کہ دل چاہتا ہے خودکشی کر کے جلدی سے جنت پہنچ جاؤں۔مگر کیا کروں خودکشی حرام ہے۔۔۔''

میں نے سیڑھیوں کی گرل سے سر ٹکالیا۔آنسو آنکھوں میں سجتے چلے گئے۔آمنہ چاچی نے مجھے پنج پارہ پکڑایا جو میں نے ظہر سے عشاء تک پڑھا۔

اور ہادیہ آپی کی موت کے بعد میں نے پھر کبھی قرآن نہیں اٹھایا تھا۔

~~~~~

www.novelsclubb.com

میرے گھر والوں کی بھول تھی کہ میں بورڈنگ اسکول جاؤں گا۔
~~~~~

ابا کے والٹ سے، چاچی کی الماری سے، امی کے دراز سے اور اپنے گلک سے میں جتنے پیسے چرا سکتا تھا اتنے چرا لئے۔ میرا اس گھر میں واحد لگاؤ ہادیہ آپی سے تھا اور وہ چلی گئیں تھیں، ان کے مرنے کے ایک ماہ بعد ہی سب انہیں ایسے بھول گئے تھے جیسے وہ پانی کا ایک بلبلا ہو۔ اگر کوئی انہیں یاد کرتا تو اس وجہ سے کہ نئی ماسی کام صحیح سے نہیں کر رہی تھی۔

میں نہ کوئی کپڑے رکھ پایا تھا نہ کوئی اور چیز۔ بس کھانے پینے کا سامان تھا جو میرے پاس تھا۔ میں بورڈنگ اسکول نہیں جانے والا تھا۔ میں کہاں جانے والا تھا اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا مگر یہ سرمئی گھر میرے لیے اب پرایا ہو چکا تھا۔ اگرچہ اس کے دروازے میرے لئے بند نہ تھے مگر میں نے انہیں خود پہ بند کر لیا تھا۔

~~~~~
~~~~~

اسکول کی دوسری رات کو میں اسکول سے روانہ ہو گیا تھا۔اپنے پیچھے میں نے کسی کو چلاتے سنا تھا۔ مگر میں گرتے گرتے بھاگتا رہا۔دل دھڑک رہا تھا مگر دل باقی ہی نہیں رہا کچھ محسوس کرنے کے لئے۔

رات کے کچھ ڈھائی بج رہے تھے جب میں فٹ پاتھ پہ بھاگ رہا تھا۔ سڑکیں سنسان تھیں۔میں کہاں جا رہا تھا مجھے کچھ اندازہ نہ تھا۔میری منزل کیا تھی مجھے علم نہ تھا۔میرے پاس اتنے پیسے تو تھے کہ میں ایک معمولی فلیٹ کرائے پہ لے لوں۔ مگر مجھے کسی فلیٹ کا کرایہ نہیں پتا تھا۔اور اگر وہ میرے گھر والوں کو کال کر دیتے تو۔۔؟

سڑک سنسان تھی۔ پیلی بتیاں ہی بس ہلکی سی روشنی پھیلا رہی تھیں، میں عام سے کرتا شلوار میں ملبوس تھا۔ کندھے پہ بیگ تھا اور اس میں چند کھانے کا سامان۔

مجھے اپنے پیچھے گاڑی کی آواز سنائی دی۔ میرا دل زور سے دھڑکا، گاڑی کی رفتار سست تھی مگر پھر بھی مجھے میری سماعتوں کے قریب آتی سنائی دے رہی تھی۔

پھر وہ گاڑی بالکل میرے برابر آرکی۔

www.novelsclubb.com

زندگی میں دوسری بار مجھے اندھیرے سے خوف آیا تھا۔ وہ لوگ میرے منہ پہ رومال رکھ رہے تھے اور میرے کان سن رہے تھے کہ وہ ارحم کا نام لے رہے ہیں۔ میں کسی بھی سوچ کو دماغ میں لانے سے قاصر تھا اور بالآخر میری آنکھیں اور میرا دماغ میری ناک پہ لپٹے رومال کی وجہ سے مکمل بند ہو گیا۔

~~~~~

میں، بھائی میں ڈوبنے کا عادی

تو بھائی میرے کتنا بچائے گا

قسمت

www.novelsclubb.com

ہر انسان کی کتنی مختلف ہوتی ہے

قسمت

جو اچھے سے برے اور برے سے اچھے میں بدل جاتی ہے

قسمت
~~~~~

جو آزمائش بھی ہوتی ہے انعام بھی

قسمت

جو مشکل بھی دیتی ہے اور آرام بھی

مگر میری زندگی میں

کیوں یہ قسمت

صرف اندھیرا لاتی ہے؟

www.novelsclubb.com

میری آنکھ پنکھے سے ہوتی عجیب سی آواز سے کھلی۔ وہ ایک کمرہ تھا۔ نہایت بھدا سا کمرہ۔ جس کے ایک طرف بستر تھا جس پہ میں اکڑوں بیٹھا تھا۔ دوسری طرف ایک کونے میں ڈریسنگ ٹیبل تھا جس کا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا اور ایک طرف الماری۔

پھر میں نے اپنی حالت دیکھی۔ میں اپنی شلوار قمیص میں ملبوس تھا جن میں مجھے اغوا کیا گیا تھا۔ اس شلوار قمیص پہ ایک داغ نہ تھا۔ میں نے اپنے پاؤں ہلانے چاہے اور مجھے اندازہ ہوا کہ میرے دونوں ہاتھ بستر کے الگ الگ کونوں سے بندھے تھے۔ میرا دماغ کچھ بھی سوچنے سے قاصر تھا۔ مگر میں کمرہ دیکھتے اس جگہ کا اندازہ لگانے کی کوشش میں تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اور میں اکیلا۔ کمرے کے اندر اندھیرا تھا مگر کھڑکی سے پیلی روشنی تھوڑا اجالا کر رہی تھی۔

پھر میں نے دروازے پہ ایک آہٹ سنی۔ دروازہ کھل رہا تھا۔ میں نے جھکے چہرے کو اوپر اٹھا کے دیکھا۔ وہاں ایک بڈھا سا مرد کھڑا مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی شلوار قمیص پہن رکھی تھی۔ چہرہ جوان تھا مگر داڑھی سفید تھی۔ سر پہ کوئی بال نہ تھے۔

کھلے دروازے سے نیلی اور لال روشنیاں اندر آ رہیں تھیں۔

میں کہاں تھا؟

پھر وہ سرخ اور نیلی روشنی آنا ترک ہو گئی کیونکہ اس شخص نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ طاری ہوئی اور وہ مسکراہٹ بالکل ویسی ہی وحشیانہ تھی جو ارحم کے چہرے پہ تھی۔

اس شخص نے اپنی جیب سے اپنا بٹوا نکالا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکالتے اسے دانت سے پھاڑا اور میں سمجھ گیا کہ وہ کیا ہے۔

میں نے چیخنا چاہا مگر میرے حلق کے تمام سر دم توڑ گئے تھے اور میرے حلق سے ایک کراہ کے علاوہ اور کچھ نہ نکلا۔

وہ میرے قریب آ رہا تھا۔اس کے قدم میری طرف بڑھ رہے تھے۔میں نے زنجیر سے بندھے ہاتھوں کو حرکت دینی چاہی مگر زنجیر کی چھنچھناہٹ کے علاوہ کچھ سنائی نہ دیا۔میں نے اسے لاتیں مارنا چاہیں مگر اس نے میری دونوں ٹانگوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

پہلے میں نے خود کو دیکھا۔میری قمیص کے تمام بٹن نفاست سے بند تھے۔پھر میں نے اس کی قمیص کو دیکھا۔اس کی قمیص کے تمام بٹن کھلے ہوئے تھے۔

میں نے آنکھیں بند کر لیں۔درد اور اسکی ہنسنے کی آواز۔۔۔بس یہی تھا جو میرے لیے اس دنیا میں باقی رہ گیا تھا۔

~~~~~

میں بے ہوش نہیں ہوا تھا میں نے سب دیکھا تھا۔

میں نے پہلے خود کو دیکھا۔میری قمیص کے تمام بٹن کھل کے ٹوٹ چکے تھے۔

پھر میں نے اس کی قمیص کو دیکھا جو دروازے سے باہر جا رہا تھا،اس کی قمیص کے تمام بٹن نفاست سے بند تھے۔
~~~~~

میں نے سب دیکھا تھا۔۔۔

"بہت شور کرتا ہے سالہ۔۔۔اچھا مال لائیں آئندہ سے۔"میں نے اس بڈھے کو سنا جو باہر کسی سے میرے بارے میں بات کر رہا تھا۔

میں نے خود کو دیکھا۔میری ٹانگوں میں،ہاتھوں میں پورے جسم میں جیسے جان نہیں بچی تھی۔میرے ہاتھ اب بھی زنجیروں سے بندھے تھے۔میری آنکھیں پھڑ پھڑانے لگیں۔پھر میں نے دیکھا کہ ایک عورت جس نے چمکیلے سے نارنجی کپڑے پہن رکھے تھے میرے پاس آئی اور میرے منہ میں سوکھی روٹی اور پانی ڈالنے لگی۔

"تو یہاں اپنی مرضی سے آیا ہے؟"اس نے مجھ سے پوچھا۔اس کے چہرے پہ بے حد میک اپ تھا۔

میں اس کو کچھ کہہ ہی نہیں پایا۔وہ بھی خاموش ہو گئ۔

"میں کہاں۔۔ہوں"میں نے بدقت اس سے پوچھا۔

"ہیرا منڈی میں۔"وہ مجھے کھانا کھلا کر چلی گئی اور میں ویسے ہی زنجیروں سے بندھا پڑا رہا۔

میں دن گنتا رہا۔۔۔

اپنے جسم پہ آئے زخم گنتا رہا۔۔۔

آنسو زمین پہ چنتا رہا۔۔۔

دل میں ایک شعلہ سا بنتا رہا۔۔۔

بارہ دن، دو سو سات زخم، اور چھ لوگ۔

میں نے ہیرا منڈی میں بارہ دن کاٹے تھے۔

www.novelsclubb.com

اور ان بارہ دنوں میں چھ لوگوں نے مجھے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا تھا۔۔ان سب کی شکل دیکھی تھی میں نے۔جو جو انھوں نے میرے جسم کے ساتھ کیا، میرے جسم

کو اندر باہر سے خالی کر دیا اور اپنی غلاظت سے بھر دیا۔ میں نے سب دیکھا تھا۔۔۔

سب محسوس کیا تھا

اور ایک مزے کی بات بتاؤں؟

میں "لڑکا" تھا۔

اور مجھے "مردوں" نے ریپ اور ذہنی اذیت کا نشانہ بنایا تھا۔

ان بارہ دنوں بعد مجھے ایک شخص نے آکر بولا کہ میں کہیں جا رہا ہوں اور میں مسکرایا۔

میرے کمرے میں ایک نوجوان مرد جس کی عمر شاید تیس سے اوپر تھی، آیا اور اس نے مجھے دیکھا۔

میں اسے دیکھ کر مسکرایا۔

کیا وہ ساتواں مرد تھا؟

www.novelsclubb.com

اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے فون نکالا اور کسی کا نمبر ملانے لگا۔ اور پھر انگریزی میں کچھ کہہ کر فون بند کر دیا۔

"تمہارا آج سے نام 'دوروس' ہے" اس نے مجھ سے کہا؛

"اپنے پرانے نام کو بھول جاؤ"۔وہ شخص مجھ پہ جھکا اور بارہ دن بعد میرے ہاتھ ان زنجیروں سے آزاد کروائے۔میرے دونوں ہاتھوں پہ زنجیر کی وجہ سے زخم ہو گئے تھے۔

"تمہارے ساتھ جو ہوا تمہیں اس کا بدلہ لینا ہے دوروس؟"اس شخص نے اپنی بھاری آواز میں سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں اپنے زخموں کا بدلہ لینا ہے دوروس؟"اس نے پھر سے سوال کیا۔

اور میں نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

اور اسی دن، اسی لمحے دو ایمان بیچ دینے والوں کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ایک کو زخم لگ چکے تھے، اب واپسی کا راستہ نہ تھا کوئی۔اب تو آنے والی راہ میں صرف کانٹے تھے جو زخم کے سوا کچھ نہ دینے والے تھے۔

~~~~~

اس شخص کا نام ایلیٹ تھا۔

www.novelsclubb.com

اور اس نے مجھے ارمغان سے دوروس بنایا۔وہ مجھے ایک نئی دنیا لے گیا جہاں صرف خون تھا، زخم تھے اور بدلے کی آگ تھی۔
~~~~~

میں پہلی بار جہاز میں بیٹھا تھا۔

میں ایک ایسی جگہ جا رہا تھا جہاں مجھے میرے بدلوں کا حساب لینا سکھایا جانا تھا اور اس راہ کو میں نے خوشدلی سے اپنایا تھا۔

میں شاید چائیلڈ ٹریفکنگ کا وہ واحد بچہ تھا جو خود کی اسمگلنگ سے نہایت خوش تھا۔

www.novelsclubb.com

ہم بینکاک جا رہے تھے، ایک نئی دنیا کو جینے کے لئے۔

~~~~~
~~~~~

شاید اس راہ پہ چلنا اتنا آسان بھی نہ تھا۔

یہ بینکاک کی ایک خوبصورت رات تھی۔ایک کھلے سے میدان میں، میں کھڑا تھا۔ میرے ارد گرد میرے ساتھی جن سے میری ان پانچ مہینوں میں اچھی دوستی ہو گئی تھی مگر وہ سب بہت ڈرے سہمے رہتے تھے،اور سب سے زیادہ توحید ر۔وہ سب سے ڈرپوک تھا۔اسی لیے میں اس کا دوست بنا۔میں کسی بھی چیز کو کر جانے سے نہیں کتراتا تھا۔اور اس کو بھی کرنے کا کہتا تھا،وہ بہت اچھا دوست تھا میرا۔۔۔

وہ بھی وہاں کھڑا مجھے ڈرے سہمے تاثرات کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

یہ ایک مٹی کا میدان تھا جہاں دور ایک ساحل اور بہت دور شہر میں روشنیاں چمک رہیں تھیں۔ مگر میدان میں اندھیرا تھا۔ میں نے سیاہ یونیفارم پہن رکھا تھا اور میرے ہاتھ میں ایک آری تھی۔

چہرے کو اٹھا کے میں نے دیکھا کہ مجھ سے کچھ فاصلے پہ سر بیٹھے تھے۔ انھوں نے سیاہ رات میں بھی سیاہ چشمے لگا رکھے تھے۔ وہ مجھے بغور دیکھ رہے تھے اور میں اُن کو۔

www.novelsclubb.com

"یہ ہی ہے نا تمہارے ریپسٹ میں سے ایک؟" انھوں نے سوال کیا تو میرا سر اثبات میں ہل گیا۔

وہ شخص جس نے مجھے سب سے زیادہ تکلیف دی تھی وہ میرے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھا تھا۔اس کے کپڑے گندے اور آنکھوں پہ پٹی بندھی تھی۔

"تو پھر جاؤ۔۔حساب کی رات آگئی ہے دوروس"۔وہاں سب کے لئے ایک کوڈ نیم تھا۔کسی کا ٹوئے لائٹ، کسی کا ہیبیکس، کسی کا میرون،اور میرا دوروس، جسکے معنی بھی میرے اصل نام کی طرح تھا۔

"پرسر۔۔"میں نے انہیں دیکھتے لب کھولے۔

"تم نے اس رات کے لئے۔۔اس منظر کے لئے کتنی محنت کی ہے؟ کتنے کانٹے کھائے ہیں، جاؤ یہ تمہارا حق ہے۔"

"مگر سر میں اسے۔۔۔۔"

"یاد نہیں کہ اس نے تمہیں اپنی بیلٹ سے مارا تھا؟" میرے لب اُن کی بات پہ سل گئے تھے۔ نہیں۔۔۔مجھے وہ سب یاد نہیں کرنا تھا۔۔سارے لوگ مجھے دیکھ رہے تھے۔

"پھر کیسے اس نے تمہارے منہ کے اندر۔۔۔۔" میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ میری گرفت آری پہ مضبوط ہو گئی۔

"پھر کیسے اس نے تمہاری شلوار کا ناڑا کھولا۔۔۔۔کیا وہ سب تمہیں اچھا لگا تھا؟"

میں نے آنکھیں میچ لیں۔ سر نفی میں ہل گیا۔

"تو پھر اپنا بدلہ لو۔۔۔" سر کہہ رہے تھے اور دل دھڑک رہا تھا۔

مجھے وہ سارے دن یاد آ گئے تھے۔ مجھے وہ بارہ دن یاد آتے گئے۔۔ مجھے وہ طویل راتیں یاد آتی گئیں اور پھر میں نے آنکھیں کھول دیں۔

www.novelsclubb.com

میرے سامنے میرے سات تشدد کار میں سے ایک بندھا پڑا تھا۔

میں اس کے اوپر جھکا اور اپنے جوتوں سے اس کے سینے پہ ایک لات ماری۔ پھر میں گھٹنوں کے بل اس کے پیٹ پہ بیٹھ گیا اور پھر اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹا دی۔ میری انگلیاں آری پہ مضبوط ہوتی گئی۔ اور پھر میں نے آری کو ہوا میں اٹھایا۔

"تیرے ہر اس اعضاء کو کاٹ دوں گا جس کا غرور تو نے مجھ پہ آزمایا تھا"۔

اور پھر میں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو جسم سے جدا کیا۔ ہڈیوں کے کٹنے کی آواز سے دل میں ایک سکون بھرتا چلا گیا۔ اور پھر میں نے ایک اور بار آری کو ہوا میں بلند کیا اور پھر اس کے ہاتھوں پہ ماری۔ اس کے دونوں ہاتھ اب کندھے سے جدا ہو گئے۔ میرا جسم خون سے نہاتا گیا۔ مگر وہ خون اس وقت مجھے شفاف پانی لگا تھا جو اس کمینے کی غلاظت کو میرے جسم سے صاف کر رہا تھا۔ میرا پورا منہ خون سے سرخ ہو گیا۔

پھر میں نے آری کو اس کے لبوں سے پار کروایا اور پھر لمحوں کے وقفے کے بعد میں برق رفتاری سے آری کو اندر باہر کرتا گیا جب تک اس کا آدھا منہ کھل کے الگ نہیں ہو گیا۔اس کی زبان الگ ہو گئی تھی۔جڑ سے لگے دانت آدھے ٹوٹ گئے تھے اور آدھے الگ ہو گئے تھے۔

پھر میں نے آری اس کی آنکھوں کے اندر ترچھا کر کے ڈالا کہ جس سے صرف آنکھیں ہی الگ ہو کے باہر آجائیں۔اس کی دونوں آنکھیں کسی گیند کی صورت الگ ہو گئیں۔میں نے دونوں آنکھوں کو ہاتھ میں اٹھایا اور مٹھی میں بند کر کے پھاڑ دیا خون اور عجیب سا مادہ ہاتھوں پہ پھسلنے لگا

اور پھر میں آری کو اس کے پیٹ کے نیچے لے کر گیا اور ٹانگوں کے بیچ سے آری کو آر پار کر دیا۔

ایک بار۔۔

دو بار۔۔

تین بار۔۔۔

www.novelsclubb.com

"حرام خور! مر۔مر۔مر۔" میں اتنی زور سے چلایا تھا کہ میری اپنی آواز سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

اس کی غیرت اور غرور کا لوتھڑا آدھا کٹ کہ خاک خاک ہو گیا۔

میرا جسم خون خون۔

میرے لبوں پہ خون کے چھینٹے آ گئے۔لبوں کو زبان سے لگاتے میں نے اس کا ذائقہ چکھا۔

"vibrant taste"

www.novelsclubb.com

وہاں کھڑے ہر شخص اس دن مجھ سے ڈرا تھا۔میں خود بھی۔۔

لت، ہوس، شوق اور جنوں کے ملے جلے تاثر کیساتھ میں نے اس رات سکون سے خود کو خون سے صاف کیا اور پھر اس رات طویل نیند سویا۔

میں نے اپنے پہلے ریپسٹ کو ایک اسیسن بنتے ہوئے بے دردی سے مارا تھا۔

اور مجھے رتی برابر بھی گلٹ نہیں تھا۔

~~~~~

www.novelsclubb.com

اپنے دو تشدد کار کو میں نے بینکاک میں اسیسن کلر کی ٹریننگ کے دوران قتل کیا تھا اور پھر مجھے واپس لاہور بھیج دیا گیا۔
~~~~~

لاہور میں میں نے اپنے باقی چار تشدد کاروں کو کرائے کا قاتل بنتے ہوئے مارا تھا۔

اور پھر میں نے اپنا سگنیچر اسٹائل بنایا۔

وہ پاکٹ واچ اب بھی میرے پاس تھی۔ وہی گھڑی جو میں نے اپنے پہلے تشدد کار کی جیب سے چرائی تھی۔ جس کے پیچھے وہی عبارت لکھی تھی جو اس کے لاکٹ پہ، اس عبارت کا ترجمہ شاید میرے لئے ہی تھا۔ میرے لئے ہی لکھا گیا تھا کیونکہ وہ ترجمہ، وہ عبارت مجھے اور ارحم کو ملاتی تھی، دو ایمان فروشوں کو، بس ہم میں فرق یہ تھا کہ میں انسان تھا، وہ حیوان۔

لاہور میں میں نے تمام معلومات اکھٹی کی تھیں۔ ارحم اور اس کی فیملی اپنے پرانے گھر واپس چلے گئے تھے کیونکہ اس کی دادی کی طبیعت خراب تھی اور اس

کے چاچو نے اپنے بڑے بھائی کو واپس بلا لیا تھا۔ میں نے ارحم کی فیملی کی ہی معلومات اکھٹی کی تھیں کیونکہ وہی زیادہ اہم تھا۔ مگر ساتھ میں نے اس کے چاچو کی فیملی کی بھی معلومات نکلوالی تھیں۔

اور کراچی جانے سے ایک رات پہلے میں نے "اس کا" چہرہ دیکھا تھا۔

اس کے بال وولف کٹ میں تھے اور چہرے پہ میرے جیسا ہی گول چشمہ تھا۔ اس تصویر میں وہ لیپ ٹاپ پہ جھکی ہوئی تھی اور شاید کسی کام میں مصروف تھی۔ اس کا ایک بھائی بھی تھا جو اس تصویر میں اس کے برابر بیٹھا کتاب پہ شاید اسکول کا کام کر رہا تھا۔

اور اس دن، اس رات، اس کو دیکھنے کے بعد میرا دل شاید پلٹ گیا تھا۔

اس رات میرے دل نے کہا تھا کہ ہر شخص موت کا حق دار نہیں ہوتا۔

کچھ لوگوں کو زندگی جینے کا حق ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی کے دشمن نہیں ہوتے۔ کچھ لوگوں کی وجہ سے ہی ان کے آس پاس کے لوگوں کی زندگی ہوتی ہے۔

اور پھر میں نے ارحم کا سوچا، ایک حیوان اس کے قریب آ رہا تھا۔ ایک فرشتے کے پاس ایک شیطان جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اور اس رات میرا دل بدل گیا تھا۔

میں کراچی اب صرف اپنے آخری ریپسٹ کو مارنے نہیں جا رہا تھا۔

میں کراچی اب کسی کی حفاظت کرنے بھی جا رہا تھا۔

~~~~~

(لاہور، حال)

www.novelsclubb.com

اس جگہ اب بھی دھول اٹھ رہی تھی۔ کھڑکی سے آتی سورج کی کرن اس اندھیر جگہ کو تھوڑا روشن کرنے میں کامیاب ہو رہی تھی۔ اس جگہ ہر چیز، ہر فرنیچر پہ
~~~~~

سفید چادر بچھی تھی۔روشنی اور دھول ایک عجیب سی شعاع کا امتزاج برپا کر رہی تھیں۔

مگر وہ دونوں آس پاس کے ماحول سے بے نیاز کھڑے تھے۔ارمغان نے ایرج کے سر کے اوپر اپنی تھوڑی ٹکائی ہوئی تھی حالانکہ اس کے ہاتھ پہلو میں گرے ہوئے تھے۔اور ایرج کا چہرہ اس کی گردن میں دھنسا ہوا تھا۔ایرج کا ہاتھ اسکی پیٹھ پہ، اسے گلے لگاتے بندھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں بے آواز رو رہے تھے۔ حلق سے آنسو اندر دبانے کے کوشش رائگاں جا رہی تھی۔ارمغان نے حلق سے آواز نکالنا چاہی مگر آنسو کا پھندا حلق میں اٹک رہا تھا۔وہ گھونٹ گھونٹ بھرتا اس احساس کو محسوس کر رہا تھا۔ہر ایک لمحے کو، ہر ایک سانس کو۔

''ارحم بچوں کے ساتھ یہ کر سکتا ہے تو وہ تمہارے ساتھ کیا کچھ نہیں کر سکتا تھا ایرج''اس نے سانس لینے کا وقفہ لیا۔

''میں نے ان تمام سالوں کو،اپنی زندگی کو تمہاری اور تمہارے گھر میں موجود معصوم لوگوں کو بچانے میں گزار دی جو ارحم جیسے حیوان سے بے خبر تھے''

''ہاں۔۔۔اس راہ پہ چلتے میں نے بہت غلط کام کیے،بہت غلط قدم اٹھائے ہیں جو کہ میری مجبوری تھی،مگر میں تمہیں کبھی اذیت دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔''

اس کے آنسو بہہ کر ایرج کے بالوں میں سمٹ رہے تھے اور ایرج کے آنسو ارمغان کے گریبان میں۔

"میں تمہیں کبھی ان راتوں سے گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتا جن سے کبھی میں گزرا تھا۔ تم اس زندگی کو خوش دلی سے جینے کی حقدار تھیں۔۔۔اور میرا حق تھا کہ میں تمہاری زندگی کے راستے سے ان تمام کانٹوں کو ہٹادوں جو تمہاری زندگی میں غم کے سوا کچھ نہیں لائے۔"

www.novelsclubb.com

اس کی آواز ایک بار پھر اٹکی تھی، مگر اس نے گلا کھنکھارتے ہوئے آواز نکالی، لفظ ترتیب دیے۔اس کی ناک سرخ ہو گئی تھی۔ماضی کی بری یادیں حال کو ایک اچھی یاد بنا رہی تھیں۔

"میں کبھی بھی تمہارے راستے کا کانٹا نہیں بننا چاہتا ہوں، ایکویرس۔ میں تمہاری زندگی کا سیاہ پھول بننا چاہتا ہوں جسے تم اپنے ساتھ اس قوس وقزح کے رنگوں جیسے سفر پہ لیتے ہوئے چلو۔"

"میں حیوان نہیں ہوں، میں انسان ہوں۔ میں جانور نہیں ہوں، میں ایک عام سا انسان ہوں جس کا ایمان مر چکا ہے، جو مومن نہیں رہا ہے، مگر جو احساس رکھتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ ایرج کا چہرہ اپنی گردن پہ محسوس کر سکتا تھا۔ اسکے آنسو اپنی جلد پہ محسوس کر سکتا تھا۔

"میں نے ان سالوں میں تم سے نفرت نہیں کی ایرج۔ میں نے اپنی زندگی میں تم سے صرف محبت کی ہے، اور تمہاری فکر۔"

ان دونوں نے آنکھیں موند لیں، وہ دونوں ان الفاظ کو دل میں ثبت کر رہے تھے جو ارمغان بول رہا تھا۔ ارمغان کو اپنی زندگی میں پہلی بار اندھیرا خوبصورت لگا تھا۔

ارمغان نے ایرج کو شانوں سے تھامتے ہوئے خود سے جدا کیا۔ وہ آنکھوں میں درد لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن۔۔۔۔ لیکن اگر تم کہو گی کہ میں تمہاری زندگی سے چلا جاؤں۔۔" اس کے الفاظ پہ ایرج نے اس کی شرٹ مضبوطی سے تھامی تھی۔ ارمغان نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

"تو میں۔۔۔۔تو میں انہی کانٹوں کی طرح تمہاری زندگی سے نکل جاؤں گا جن کو تمہاری زندگی سے ہٹانے کا میں نے تم سے چند سال پہلے یک طرفہ وعدہ کیا تھا۔"

ایرج اس کی بند آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔اس نے ارمغان کی شرٹ کو کھینچا تھا۔ اور پھر ہاتھ کا مکا بناتے ہوئے اس کے سینے میں، بالکل دل کے مقام پہ جڑ دیا۔

"تم کبھی اچھا نہیں سوچنا اپنے لیے۔"اس نے ایک اور مکا مارا۔اور پھر ارمغان نے اس کا ہاتھ تھاما۔ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔اور دونوں پہلی بار ایک ساتھ ہنسے تھے۔دونوں کے چہرے سرخ ہو رہے تھے،آنسو قطار در قطار اسکی داڑھی میں جذب ہو رہے تھے۔

ایرج نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر اس نے ارمغان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا اور اس کی آنکھوں تک لے گئی۔ ارمغان نے آہستہ سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ایرج نے اس کی دونوں آنکھوں سے بہتے آنسو کو پونچھا اور ارمغان کا چہرہ تھاما۔

ارمغان نے آنکھیں کھولیں تو اس کی نظر سامنے کھڑی ایرج پہ پڑیں، اس کی زندگی میں اس سے حسین منظر اور کوئی ہو نہیں سکتا تھا۔ مگر اس منظر میں ایک چیز غلط تھی،

www.novelsclubb.com

ارمغان نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے چہرے سے ٹپکتے آنسو صاف کیے۔

اور اب وہ منظر ہر عیب سے پاک ہو گیا تھا۔

وہ دونوں کتنے ہی لمحے ایسے کھڑے رہے۔اندھیرے اور روشنی میں، بالکل اُن کی کہانی کی طرح۔دھول کے ذرات دھوپ کی کرن میں اڑ رہے تھے۔اور دھوپ ان کو اور خوبصورت بنا رہی تھی۔

ایرج نے بولنے کے لیے لب کھولے تھے مگر اس نے نفی میں سر ہلاتے اسے روک دیا۔

www.novelsclubb.com

"میرے ساتھ آؤ۔"اس کو کہتے وہ سیڑھیاں عبور کرتے گیا۔اس کے پیچھے وہ بھی آہستہ آہستہ، گھر کا جائزہ لیتے، سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

ٹوٹے مکان، ایک بار گر جائیں،

پھر ویسے بنتے کہاں ہیں۔۔۔

جیسے تھے تو نے اپنے دل سے بنائے۔

وہ اس مکان کی ہر ہر چیز کو نظر دو نظر دیکھ رہی تھی۔ یہ وہی مکان تھا جہاں ارمغان نے اپنی زندگی کے سب سے اچھے اور سب سے برے دن گزارے تھے۔

اسے ارمغان کے لیے دکھ ہو رہا تھا، بے حد۔ مگر وہ کچھ سوچنے سے قاصر تھی۔ اس کا دماغ اس کے دل کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اسے ارمغان سے ہمدردی اور ارحم سے غلاظت محسوس ہو رہی تھی مگر اب بھی ارمغان اس کے لیے بالکل اچھا اور ارحم اس کے لیے بالکل برا نہیں ہوا تھا، حالانکہ ہو جانا چاہیے تھا۔ وہ اب بھی پہلی سیڑھی پہ تھی۔ ہاں، ارمغان کے لیے اس کے دل میں ایک چمک اجاگر ہوئی

تھی۔اسے ارمغان برا نہیں لگا تھا۔اس کی محبت، جسے اس نے ٹوٹ کر چاہا تھا، وہ ایک ریپیسٹ اور پیڈوفایل تھا۔اور جو اس سے محبت کرتا تھا وہ اسٹاکر اور ہائپر۔ دونوں میں انتخاب کرنا مشکل تھا، مگر سوال یہ تھا کہ کیا وہ ان دونوں میں سے کسی کو چننا چاہتی بھی تھی یا نہیں، وہ ارمغان کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتی تھی بھی تھی یا نہیں؟

وہ دوسری منزل تک آئی اور ارمغان کو تلاش کیا۔یہ جگہ کافی خالی اور کافی بڑی تھی۔ماربل کے فرش تھے۔یہ شاید آمنہ چاچی اور خالد چاچو کا پورشن تھا۔وہ سب کہاں چلے گئے تھے؟اسے معلوم نہ تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے ارمغان کو تلاشنے کے لیے ادھر ادھر دیکھا۔اس نے ارمغان سے اس ڈریگن کے بارے میں بھی پوچھنا تھا جو اس کی پیٹھ پہ سجا ہوا تھا۔ مگر پتا نہیں وہ کہاں تھا۔

وہ کھلی گیلری کے قریب آئی اور باہر کا نظارہ دیکھا۔اسے سامنے گیلری کی دیوار پہ آویزاں پینٹنگ دکھائی دی۔وہ دور بس ایک تکون سا دیکھ پائی تھی۔پھر چلتے چلتے اس دیوار کے قریب آئی،اور تصویر کچھ واضح ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

سرمئی کینوس پہ ایک تکون بنا ہوا تھا۔اس نے انگلیوں کی پوروں سے چھوتے ہوئے محسوس کیا کہ پینٹ اب بھی گیلا ہے۔

اس تکون کے اندر ایک آدمی بنا ہوا تھا جس کا جسم واضح تھا مگر اس کے چہرے کی جگہ الگ الگ زاویوں سے نشان مارے گئے تھے، جس کے باعث اس کا چہرہ چھپ گیا تھا۔

ایرج نے پھر اس تصویر کو اور غور سے دیکھا تو اسے نظر آیا کہ اس تکون کے کونوں پہ الگ الگ حرف لکھے ہوئے تھے۔ بائیں طرف کے کونے پہ "ج" لکھا ہوا تھا۔ اوپر کے کونے کی طرف "ر" لکھا ہوا تھا اور تیسری طرف "ح" لکھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایرج نے نیچے پینٹنگ کا کیپشن پڑھا تو وہ کوئی شعر تھا۔

"جرح اک راہ ہے،

جنون سے حیوان کی،

محبت کے امتحان کی،

انسان سے شیطان کی۔"

اس شعر کو پڑھ کر وہ اور الجھ گئی۔اس سے کیا مراد تھا؟اس نے تصویر کو پھر دیکھا۔

"جرح ایک راہ ہے، جنون سے حیوان کی۔"

www.novelsclubb.com

اس نے دہرایا۔ جرح کے معنی زخم،اور زخم ایک راہ ہے، جنونیت سے حیوانیت کا۔

ایرج کو اس پینڈنگ نے انٹریگ کیا تو وہ وہیں تسلی سے کھڑے ہو کر اس کا مطلب سمجھنے لگی۔

''محبت کے امتحان کی۔۔۔ جرح ایک راستہ ہے محبت کے امتحان کا۔''اس نے دو جمع دو چار کرنے چاہے۔

''محبت کا امتحان، محبت کی جدوجہد، محبت کی جنگ کی راہ جرح ہے، یعنی محبت کا امتحاں شروع ہی زخموں سے ہوتا ہے، اور محبت کی جنگ کا اختتام بھی زخم دیتا ہے۔ یعنی محبت نام ہے زخم برداشت کرنے کا؟''اس نے ایک ہاتھ منہ کے نیچے ٹکا لیا۔

''انسان سے شیطان کی۔ جرح ایک راہ ہے انسان سے شیطان بننے کی۔۔''

"انسان کو ایک جرح کی ٹھوکر لگتی ہے بس، انسان سے شیطان بننے میں، یا شیطان سے انسان بننے میں۔"

اس کے چہرے پہ عجیب سا تاثر نمایاں ہوا تھا۔۔۔اس نے پینٹنگ کو اتارا اور پینٹر کا نام تلاش کرنا چاہا۔نہ کوئی نام تھا، نہ کوئی دستخط۔وہ مایوس ہوئی تھی۔

اس نے اپنے پیچھے دروازہ کھلتے سنا۔اور اس کے پلٹنے سے پہلے ہی ایک آواز آئی جس نے اسے برف کر دیا۔

"تمہیں پینٹنگ کیسی لگی؟" وہ اسکی کزن، سارہ کی آواز تھی۔

~~~~~

(کراچی، حال)

اس نے سفید سادی شرٹ کے بٹن بند کیے اور اس کے اوپر اولیو گرین جیکٹ پہنی۔ بالوں کو سیٹ کرتے اس نے اپنا حال دیکھا۔

پھر خود سے نظریں چراتے اس نے پستول اٹھائی اور اس میں چھے گولیوں کو لوڈ کر دیا۔
~~~~~

وہ جا رہا تھا۔

ایک ایسا کام کرنے جس کی اسے خواہش نہیں تھی۔

مگر خدا کا حکم تھا، اور وہ خدا کا بندہ تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے گھڑی پہنتے وقت دیکھا۔ ابھی فلائٹ کی بورڈنگ ہونے میں کافی وقت تھا۔ بیگ کو ایک اور بار چیک کرتے اس نے سب فائنل کر لیا۔

اس کے کمرے پہ دستک ہوئی تو اس نے دروازہ کھولا، وہاں دانیہ کھڑے دیکھ رہی تھی۔

"سر آپ کے گیسٹ آئے ہیں۔"

وہ مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

~~~~~

(لاہور، حال)
~~~~~

وہ برف ہوتے وجود کے ساتھ پلٹی،اور قدم خود بخود چل اٹھے۔

اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ ہوا کیا ہے۔ مگر دل میں سکون اتر رہا تھا۔اطمینان طاری ہو رہا تھا۔اس نے اپنے وجود کو وہیل چیئر کے قریب تقریباً گرتے ہوئے محسوس کیا۔اور پھر اس نے اپنی کزن، سارہ اور اپنے بھائی، سعد کو گلے لگایا۔

وہ تینوں سسکیوں کے ساتھ رو رہے تھے۔ایرج، سارہ، سعد۔سب کتنا مکمل لگ رہا تھا۔سب کتنا خوبصورت لگ رہا تھا۔تینوں کے سر ایک ساتھ جڑے ہوئے تھے اور تینوں آنکھیں بند کیے بس آنسو بہائے جا رہے تھے۔ان تینوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما تھا۔

ان سے ذرا فاصلے پہ ارمغان کھڑا تھا۔ہاتھ میں چند کاغذ تھامے وہ ان تینوں کو نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے پہ ایک زخمی سی مسکراہٹ تھی،زخمی سی یادیں۔

ایک فیملی،بہن بھائی،جدا ہو کر واپس مل گئے تھے۔کیا اس کی بہن واپس نہیں آسکتی تھی؟کیا اس کو ایک موقع نہیں مل سکتا تھا؟

اس نے ان تینوں کو ڈسٹرب نہیں کیا،یہ ان تینوں کا مومنٹ تھا۔اور وہ اسے جی رہے تھے۔

نجانے کتنے ہی پل ایسے بیت گئے تو وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔اس نے پھر ایرج کی آواز سنی۔ سر اٹھاتے ہوئے اس نے ایرج کا آنسو سے تر ہوتا سرخ چہرہ دیکھا۔اس کی آنکھیں سوج رہی تھیں اور لب تھر تھراہٹ سے ہل رہے تھے۔

سارہ نے ایرج کو مخاطب کیا تو ان سب نے اس کی طرف دیکھا۔

"ہم بین کاک میں تھے، ایرج۔ جب میں اغوا ہوئی تھی تو مجھے لگا تھا کہ میں نے سب کھو دیا۔ میں جہنم میں چلی گئی۔ مگر پھر میں سعد سے ملی۔ سعد بہت بدل گیا ہے۔ ہم سب بہت بدل گئے ہیں، شاید ہمارے گھر کے راز کھل گئے، اسی لیے۔ ارمغان نے ہمیں پھر اس جانور کی حقیقت بتائی جو ہمارے گھر میں بچپن سے پل رہا ہے، اور اس کو میں اب اپنا بھائی نہیں کہہ سکتی۔ مجھے اندازہ ہوا تھا کہ جہنم میں تو ہم زندگی بھر رہتے آئے تھے بس ہمیں وہاں کی آگ اور شیطان کا علم نہیں ہو سکا۔

جس گھر کو ہم جنت کا پھول سمجھتے تھے وہ جہنم کا دلدل تھا۔اور جسے ہم فردوس کا فرشتہ سمجھتے تھے وہ ابلیس کی اولاد۔"

ایرج نے آنکھیں موند لیں۔اس کی زندگی ایک ایسے شخص کے گرد گھومتی تھی جو انسان تھا بھی کہ نہیں؟سارہ کی آواز بہت بدل گئی تھی۔وہ اب ٹھہر ٹھہر کر اور دھیما بولنے لگی تھی۔اور سعد جہاں پہلے تھوڑا بہت بولتا تھا،اس نے تو جیسے بولنا ہی چھوڑ دیا ہو۔

www.novelsclubb.com

سب کچھ بدل گیا تھا۔

"دیتھ ان ڈز گائس۔"اب کی بار ارمغان بولا۔

"میں نے پہلے سعد کو "اغوا" کیا۔اور پھر سارہ کو۔سارہ کی دونوں ٹانگیں ضائع ہو گئی تھیں۔مگر یہ سب اس کی ہی حفاظت کے لئے تھا۔ہم نے سارہ کی ایڈمٹ کارڈ اور ٹانگوں کی بے جان ہڈیاں استعمال کر کے اسے مردہ منسوخ کروایا۔اور پھر میں نے دونوں کو اسمگل کر کے بین کاک منتقل کروادیا۔کیونکہ تھائی لینڈ پاکستان سے زیادہ محفوظ ہے۔"

اسے آگے بولنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ایرج کی آنکھوں میں آنسو پھر سے جمع ہو کر بہنے لگے تھے۔وہ ٹیک ہٹا کر اس کے قریب آیا اور اس کے پاس زمین پہ بیٹھ گیا۔

''ایم سوری ایرج۔اگر میں نے تمہیں کبھی تکلیف دی ہو،ایم ریلی سوری۔''اس کا خود کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ دھیمی آواز اور بھاری گلے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔ہاتھ میں کاغذاب بھی ہنوز تھامے ہوئے تھے۔

''لیکن اگر میں نے تمہیں کبھی بھی کوئی تکلیف دی،تو غیر ارادی طور پہ۔''وہ دونوں سارہ کے بے جان پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔سعد پیچھے کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''سعد نے بین کا ک جاتے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا،''اس نے آہستہ سے سر اٹھا کہ سعد کو دیکھا۔

"کہ میں اس کی بہن کی ہمیشہ حفاظت کروں۔" اب ایرج نے بھی چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ بہت پتلا ہو گیا تھا۔ بہت کچھ بدل گیا تھا۔

"ایرج!" اسنے ایرج کو دیکھتے ہوئے مخاطب کیا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ جب میں تمہیں اپنی کہانی سناؤں گا، اور جب تم میرے اندر باہر سے واقف ہو جاؤ گی، تب میں تم سے ایک سوال پوچھوں گا۔"

www.novelsclubb.com

اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کاغذات اپنے اور اس کے درمیان رکھ دیئے۔ ایک ساتھ رہنے کا وعدہ ان کے درمیان حائل ہو چکا تھا۔

''تم اب مجھ سے واقف ہو، میں کیا ہوں، کیا نہیں، تم جانتی ہو۔ تم پہچان گئی ہو کہ میں سیاہ آسمان ہوں اور تم اس پہ چمکتا چاند۔ مگر میں تمہارے بغیر خالی ہوں، اندھیر۔''اس نے اپنا ہاتھ دل کے مقام پہ رکھا۔

''کیا تم میرے سیاہ آسمان پہ روشنی پھیلاؤ گی، ایرج؟ کیا تم مجھے اپنی زندگی میں شامل کرو گی، ایرج؟''

اس نے اپنی سیاہ آنکھیں اس کی آنکھوں سے ملائیں۔ اور اس نے شدت سے چاہا تھا کہ وہ اس منظر، اس لمحے کو ہمیشہ کے لیے ایسے ہی قید کر لے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو نجانے کتنے لمحے دیکھتے رہے، ایک دوسرے کے اصل سے واقف ہوتے رہے۔ پھر ایرج نے ان دونوں کے درمیاں اس طلسم کو توڑا اور نظر پھیر کہ

سارہ کو دیکھا۔ وہ اسے اس وقت اپنی بڑی بہن لگی تھی۔ جیسے اس کی رائے مانگ رہی ہو۔ سارہ مسکرا رہی تھی، جیسے اسے اپنی مرضی اختیار کرنے کا کہہ رہی ہو۔

''یہ۔۔۔؟''اس نے پیپرز تھامتے ہوئے سوال کیا۔

''یہ نکاح کے پیپرز ہیں''اس نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے قلم آگے بڑھایا۔ دل دھڑک رہا تھا۔ دور کہیں مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

''ان پہ سائن کرو، ایرج۔''اسنے ایرج کو نکاح کے کاغذ کھولتے ہوئے کہا۔

زندگی ایک نیا موڑ لے رہی تھی۔ ہجر کی ان تمام راتوں کے بعد دل پہ سویرا اچھانے لگا تھا۔

ایرج کی نظریں ارمغان سے ملیں، دونوں کے لب سلے ہوئے تھے۔ وہ دیکھ سکتا تھا کہ ایرج کسی سوچ میں گم ہے۔ دونوں کے دل دھڑک رہے تھے۔

ایرج نے نظریں جھکا کر پیپرز کو دیکھا۔ اس پہ ایک بھی شرط پہ کراس نہیں لگا تھا۔ اس کا دل پلٹ رہا تھا، مگر کس سمت؟

"میں نے تم سے صرف محبت کی ہے۔"

وہ قلم کا ڈھکن کھول رہی تھی، کیا وہ یہ کرنا چاہتی تھی؟

"کیا تم مجھے اپنی زندگی میں شامل کرو گی، ایرج؟"

اس کے کہے لفظ دماغ میں چبھ رہے تھے، قلم کاغذ پہ بڑھ رہا تھا۔ سماعتوں سے اذان ٹکرا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بزدل، کمزور، ٹوٹی ہوئی، ٹریش۔"

ایک دم اس کے ہاتھ تھم گئے تھے۔ سر میں درد کی لہر اٹھی تھی۔

"بچ۔"

اس نے آنکھیں بند کیں۔

نہیں۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔

اسے سب بھلا دینا چاہیے تھا، ارمغان ایسا نہیں تھا، اس نے غصے میں بولا تھا۔ اسنے سوری بھی کر لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک دم اسے اپنے لبوں پہ کڑوا سا احساس ہوا۔

"جب تم چپ رہتی ہو، خدا کی قسم بس تبھی اچھی لگتی ہو۔"

اس نے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔

اسے بھول جانا چاہیئے تھا،

ارمغان ایسا نہیں ہے، اس نے خود کو بتایا۔

وہ اس نے غصے میں۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

"مگر کبھی اس نے یونہی غصے میں تمہیں طلاق دے دی تو تم کیا کرو گی ایرج؟"

اس کے دماغ میں جھماکے ہونے لگے تھے۔

"نہیں، وہ ایسا نہیں کرے گا، وہ تو تم سے محبت کرتا ہے، اس نے تمہیں اتنے سال چاہا ہے، وہ ایسا کیوں کرے گا۔"

ایک اور خیال نے ذہن میں جنم لیا۔

"وہ قاتل ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

نہیں۔۔۔وہ قتل نہیں ہے۔

"اس نے تمہیں اسالٹ کیا ہے ایرج، اور تم اسی کے پاس جا رہی ہو؟"

نہیں،اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔وہ بار بار خود کو سمجھا رہی تھی۔ مگر ذہن سے یادیں نہیں جا رہی تھیں۔

"اسٹاکر کبھی اچھا شوہر نہیں ہوتا۔۔۔"

نہیں۔۔۔وہ محبت کرتا ہے مجھ سے۔۔۔وہ ایسا نہیں کرے گا۔

www.novelsclubb.com

"اگر اس نے تمہارے ساتھ میریٹل ریپ کیا، تو تم کیا کرو گی۔۔؟اگر اس نے تمہارے بچے کو قاتل بنا دیا؟اور یہ سب کر کے سوری بول دیا، پھر؟"

نہیں۔۔۔میں بھی اس سے محبت کروں گی، میں اس کو اجازت دے دوں گی۔۔

اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

"اور اگر تم نہ دے پائیں اجازت، اور اس کی ہوس پروان چڑھ گئی۔۔۔پھر؟"

www.novelsclubb.com

نہیں۔۔۔وہ ہوس کا پجاری نہیں ہے۔۔

"وہ تمہیں تباہ کر دے گا، وہ تمہیں یہ منیپیولیٹ کر رہا ہے۔۔"

اور ایرج کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا۔

اس نے دورو----ارمغان کے طرف دیکھا۔۔

تمام میں سناٹا چھا گیا تھا، اذان مکمل ہو چکی تھی۔

"میں۔۔۔میں تم سے نکاح نہیں کر سکتی۔۔"

www.novelsclubb.com

اس کی شکل پہ خوف طاری ہو گیا تھا۔ان تینوں نے اسے حیرانی اور شاک سے دیکھا۔

ارمغان کو سمجھ ہی نہیں آیا کہ اس کی بات کا مطلب کیا تھا۔ مگر اس نے ایرج کی شکل کو پڑھنے کی کوشش کی۔

"اوکے۔۔۔اوکے مجھے لگتا ہے مجھے یہ بات ابھی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔آئی نو تم ٹف ٹائم سے گزر رہی ہو۔تم۔۔۔تم ان پہ بعد میں سائن کر دینا۔۔۔اٹس اوکے اور۔۔۔۔"وہ سر جھکاتے ہوئے کاغذ اٹھانے لگا۔

"نہیں ارمغان۔۔۔تمہارا بہت شکریہ کہ تم نے مجھے اور میری فیملی کو پروٹیکٹ کیا۔تم نے ہمارے سامنے ایک ایسے جانور کی حقیقت رکھ دی جو شاید ہی ہم کبھی جان پاتے۔تمہارے لیے میرے دل میں ایک مقام بن گیا ہے جسے میں خود نہیں جان پائی۔۔ارمغان، مجھے تم سے ہمدردی ہے، مگر میں تمہارے ساتھ زندگی کو آگے نہیں بڑھا سکتی، نا ابھی، نا بعد میں۔"

ارمغان کو لگا اس کے دل پہ کسی نے رکھ کر ایسا ہتھوڑا مارا ہو کہ درد چند پل محسوس ہی نہیں ہوا ہو۔

"ایرج۔۔۔۔" اس نے ارمغان کی بات کاٹ دی۔

"تم ایک اسٹاکر اور قاتل ہو ارمغان۔۔ تمہیں اپنی حقیقت جاننے ہو گی۔ ارحم برا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم میرے لیے دروازے پہ ٹھہرے شہزادے ہو۔" ہر بار کی طرح منفی سوچ جیت گئی تھی۔ مگر اسے خود کے لیے یہ کرنا تھا۔ اسے اب کمزور نہیں پڑنا تھا۔

"میں نہیں جانتی کہ میں کبھی شادی کروں گی بھی یا نہیں، میں ان رشتوں کو سوچنے کی اب سکت نہیں رکھتی۔۔ تمہیں مجھ سے بہتر مل جائے گا ارمغان، یا مجھ سے بدتر۔۔۔ مگر میں نہیں۔"

وہ اس کے دل پہ پاؤں رکھ کر دل کی آخری سانسوں کو مسل رہی تھی، جب سورج کی کرنیں آسمان پہ اٹھ رہی تھیں، اب اس کا دل بھی مغرب کے سورج کی طرح ڈوب رہا تھا۔ سب اندھیر ہوتا جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں میں نے مانا کہ میں پرنس چارمنگ نہیں ہوں۔ مگر جن کو۔۔۔ جن کو۔۔۔"
اسے اپنی آواز آتی کمزور کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

وہ ایرج کو ایک اور بار نہیں ہار سکتا تھا۔۔۔

"مگر جن کو میں نے قتل کیا وہ میرے ریپسٹ تھے ایرج! ریپسٹ!" اس نے چہرہ اٹھا کر ایرج کو بے یقینی سے دیکھا۔

"وہ مرنا ڈیزرو کرتے تھے۔۔" اس کا گلا رندھ گیا۔ آسمان سے چاند بادلوں میں چھپ گیا تھا، دل سیاہ آسمان کی طرح اندھیر ہو رہا تھا۔

"تم نے ان کو قتل کیوں کیا ارمغان؟ تم نے ان کو سزا کیوں نہیں دلوائی! تم نے گناہ کیوں کیا؟" ایرج کے آنسو بہہ رہے تھے، ساتھ ساتھ جذبات۔

''جس قانون نے تمہارے پیڈوفایل کزن کو نہیں پکڑا وہ میرے ریپسٹ کو سزا دے کر مجھے حق کیا دلاتا۔۔''وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔

''تم۔۔۔تم اچھے ہو ارمغان مگر تم نے مجھے ان کمفرٹیبل کر دیا ہے۔تم نے مجھے خود سے ڈرا دیا ہے، تم نے مجھے اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ میں تم کو اپنا ساتھی تصور کر سکوں۔۔''اس نے اپنی آواز اور مضبوط کرنا چاہی تھی۔

''میں نے تمہاری حفاظت کے لیے غلط راہ اپنائی مگر میں نے کبھی تمہیں تکلیف دینے کا ارادہ نہیں کیا۔۔میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔''اس کی آواز بلند ہو رہی تھی، بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

''ہاں، مگر تکلیف دے ضرور دی''وہ تلخی سے اسے دیکھنے لگی۔''تم نے مجھے exhaust کر دیا۔ تم نے مجھے haunt کیا۔ تم نے مجھے خود سے ان کمفرٹیبل کر دیا۔ تم نے مجھے جسمانی طور پہ محفوظ کر لیا مگر تم نے خود مجھے دماغی طور پہ تباہ کر دیا۔۔۔''ایرج کی آواز میں درد بھری چیخ واضح ہوئی تھی۔اس کے ہاتھ پہلو میں گرے ہوئے تھے۔

''تم سن بھی رہی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو ایرج!''ارمغان کی آنکھیں مکمل کھلی ہوئی تھیں۔چہرے پہ عجیب سا تاثر تھا۔

www.novelsclubb.com

''ارحم نے میرے دل کے ساتھ کھیلا،اور تم نے میرے دماغ کے ساتھ۔تم دونوں نے مجھے ڈسٹرب کر دیا۔تم دونوں نے مجھے یہ نیپیولیٹ کیا۔''وہ اب اور

زور سے بولی تھی، آنسو بھی اسی رفتار سے بہہ رہے تھے۔اس نے اپنے کندھے پہ سارہ کا ہاتھ محسوس کیا۔

''حقیقت کا آئینہ دیکھانا مینٹلی ڈسٹرب کرنا ہوتا ہے؟''وہ اب ہنسا تھا۔

''تم نے مجھے اپنی پستول سے اسالٹ کیا، تم نے مجھے اسٹاک کیا۔ تم نے مجھے گالیاں دیں۔ تم نے میرے خیالات کو ایک کھلونا بنا کر ان سے کھیلا۔''وہ سر جھکائے بلند آواز میں رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ارمغان نے اپنے چہرے پہ گرم آنسو کو محسوس کیا۔اس نے زمین سے کاغذات اٹھائے۔

"میں نے تم سے محبت کی ہے ایرج۔۔"اس کی آواز دھیمی ہوئی تھی، بولنے کی سکت نہیں رہی تھی۔

"تم نے مجھ سے محبت کی ارمغان، مگر محبت کا ہر غلط راستہ اختیار کیا۔ تم نے محبت نہیں، مجھ سے جنون کیا ہے۔اور جنون کا قابض ہو جانا حیوانیت کی شروعات ہوتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

اور اس نے درد سے آنکھیں بند کرتے نکاح کے پیپر زدو ٹکڑوں میں پھاڑ دیے، شاید دل کا بھی کچھ یہی حال ہوا تھا۔اس کا دل کسی نے اتنے برے طریقے سے چکنا چور کر دیا تھا کہ وہ اب واپس جڑنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔اور اسے لگا تھا وہ خود

کو پرنس چارمنگ سمجھ کر، آرام سے ایک ڈزنی پرنسس کو اپنا بنا لے گا اور اُن کا ہیپیلی ایور آفٹر ہو جائے گا۔

اس نے خود کو سمجھنے میں ایک اور بار غلطی کر دی تھی۔

وہ زمین سے اٹھا اور دیوار سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے اپنی پاکٹ سے سیل فون نکالا جو چند سیکنڈ پہلے میسج کی وجہ سے تھرتھرایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ان لوگوں کی اگلے دو گھنٹے میں فلائٹ ہے۔ باس جلدی بتائیں کہ آگے کیا کرنا ہے، پلین ہائی جیک کرنے کا پورا منصوبہ تیار ہے۔ وہ لوگ یہاں آ گئے تو ہم سب مارے جائیں گے۔۔ باس ہم سب کی جان آپ کے ایک حکم پر ہے۔۔"

وہ میسج پڑھتے ہوئے زخمی سا مسکرایا تھا۔اب پلین ہائی جیک کروانے کا کیا فائدہ تھا؟ وہ تو پہلے ہی ایرج کو اپنا ہمسفر بنا بیٹھا تھا۔ایرج تو اس کی زندگی بن گئی تھی،ایرج تو اس کی طاقت بن گئی تھی۔ جس کے لیے، جس کے سہارے وہ دنیا سے لڑ رہا تھا، اپنی زندگی کی رہا تھا۔وہ تو اپنی زندگی کو ایک امید کے تحت گزار رہا تھا۔۔۔

اب طاقت ہی نہیں رہی تو لڑنے کا کیا فائدہ۔

اب امید ہی نہیں رہی تو زندہ رہنے کا کیا فائدہ۔

"میں وہاں پہنچ رہا ہوں، میرا انتظار کرو۔"

وہ اتنی جلدی مرنا نہیں چاہتا تھا۔۔وہ اسے اپنا ہوتے نہ سہی، مگر ویسے ہی دیکھنا چاہتا تھا۔اس نے فون پاکٹ میں ڈالتے ہوئے ایرج کی طرف دیکھا۔اور ان آنکھوں میں ٹھہرے پانی نے ارمغان کی آنکھوں میں جلتی آگ کو راکھ کر دیا۔

محبت کی باتیں دل میں ہی رہ گئیں۔

ہجر کی راتیں اور طویل ہو گئیں۔

ایک دوسرے کا ساتھ مٹی مٹی ہو گیا۔

حسین جھوٹ سا طلسم ٹوٹ گیا۔

جن باتوں کو سوچا تھا اس نے، بنائے گا اچھی یاد،

وہ بس اب کڑوے گھونٹ کے مانند رہ گئیں۔

"شکریہ ایرج۔۔۔"اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ مسکرایا۔

"میری موت آسان بنانے کے لیے۔"وہ گھٹنوں کے بل واپس بیٹھتا چلا گیا۔

"میں نے تم کو ایک اچھی یاد کے لیے اپنا بنانا چاہا تھا۔تاکہ جہنم میں کوئی تو میرا ساتھ ہو، جس کو سوچ کر میں اپنی زندگی کی سزا برداشت کر سکوں۔موت کو سکون کے ساتھ اپنا سکوں۔"ان دونوں کی آنکھیں اب بنجر ہو گئی تھیں،دل کی طرح۔کسی بھی نمی سے پاک۔

www.novelsclubb.com

"مگر پتا ہے کیا۔۔؟تم نے اچھا کیا۔تم نے مجھے ابھی سے مار دیا۔"وہ زخمی سا ایک بار پھر مسکرایا،"اب دل ہی مر گیا تو روح نکلنے میں کیسی تکلیف ہو گی۔"پھر وہ ہلکا سا

ہنسا۔۔۔اور ہنستے ہنستے پتا نہیں کب آنکھوں میں پھر سے آنسو جمع ہونے لگے۔ایرج اسے ساکن ہوتی سانسوں کے ساتھ دیکھے گئے۔

بادل سیاہ ہو گئے تھے اور ان پہ کالے بادل بارش کی نشاندہی کر رہے تھے،وہ کھلی فضا میں زمین پہ بیٹھے ہوئے تھے۔

"تم نے۔۔۔تم نے اپنا دل بچا لیا۔۔۔دیکھو تم۔۔،"اس کی آواز گلے میں پڑتے آنسو کہ پھندے کے باعث اٹکی۔

"تم نے خود کو چن لیا،تم کتنی مضبوط ہو گئی۔۔۔مجھے تم پہ۔۔۔بہت فخر ہے،ایرج جاوید صدیقی۔"

اس نے آنکھوں کو بند کر کے واپس کھولا۔

"اچھا مجھ سے ایک وعدہ کرو،" اس نے ہنستے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، اور ایرج نے اس کی آنکھوں سے ایک پل کے لیے بھی نظر نہ ہٹاتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مجھ سے وعدہ کرو کہ۔۔۔" ان دونوں کے آنسو ایک ساتھ قطرہ قطرہ بہنا شروع ہو گئے تھے۔

سعد نے آگے قدم بڑھائے تھے مگر سارہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مجھ سے وعدہ کرو کہ جب میں مر رہا ہوں تو مجھے بچا کر تم گناہ نہیں کماؤ گی۔"

ان دونوں نے نظروں کا تسلسل توڑ کر ایک دوسرے کے ساتھ ماتھا ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ دونوں کے ہاتھ درمیان میں پہلو میں گرے ہوئے تھے، مگر ساتھ جڑے ہوئے۔

"مگر تم میری قبر پہ مٹی ڈال کر ثواب ضرور کمانا۔"

اس نے ایک بار پھر درد بھری ہنسی کے ساتھ کہا، اس نے اب ایرج کی سسکیوں کو سنا تھا۔

''میری حقیقت تو موت ہی تھی، میں اسے مطمئین ہو کر گزاروں گا۔۔۔'' وہ رندھے گلے کہ ساتھ بولتا جا رہا تھا۔

''تمہاری حقیقت زندگی ہے ایرج، تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم زندگی کو مطمئن ہو کر گزارو گی۔'' ایرج نے سر اٹھا کر ارمغان کو دیکھا۔اس نے زور سے اس کا ہاتھ دبایا جیسے اور مضبوطی سے تھاما ہو۔

www.novelsclubb.com

آسمان اندھیر ہو گیا تھا اور بجلی کڑکنے لگی تھی۔

"وعدہ کرو ایرج۔۔۔" ارمغان نے سر اٹھا کر، آنکھیں کھولتے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ ایرج نے سر نفی میں ہلایا تو اس نے ایرج کا ہاتھ چھوڑا اور دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں سمیٹ لیا۔

"ایرج۔۔۔ مجھ سے وعدہ کرو۔" اس نے ایک بار پھر کہا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے آنسو روک رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔" اور ایرج اتنا ہی بول پائی کہ اس کی آواز ٹوٹ گئی۔

"ایرج۔۔ میری یہ آخری بات مان لو۔۔ پلیز۔۔ مجھ سے اپنی زندگی کا وعدہ کرو۔" اس کی آواز ختم ہونے لگی تھی۔ ایرج نے بہت آہستہ سے گردن اثبات میں ہلا دی۔

وہ دونوں نجانے کتنے ہی لمحے یوں بیٹھے بیٹھے روئے تھے جب سارہ اور سعدان سے لپٹ گئے۔

بارش کی ہلکی ہلکی بوندیں محسوس کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا مگر ایرج نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔اس نے ایرج کو دیکھا مگر وہ اسے سخت نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ارمغان نے گہری سانس لیتے ہوئے دوسرا ہاتھ بڑھایا اور ایک ایک کر کے اس کی انگلیاں اپنے ہاتھ سے ہٹانے لگا۔

www.novelsclubb.com

"مجھ سے محبت نہ کرنے کے لیے شکریہ۔"اس کا ہاتھ بے جان سا پہلو میں گر گیا۔

"خدا حافظ!"

وہ پلٹتے ہوئے زینے کی طرف بڑھا۔ موت کی گنتی شروع ہو گئی تھی۔ اسے بھی اب بس موت کا انتظار تھا۔ کیونکہ زندہ رہنا ہر سانس کے ساتھ عذاب ہوتا جا رہا تھا۔

سب کتنی جلدی ختم ہو گیا تھا، چند لمحوں میں۔ محبت کبھی کامل ہوتی ہے کیا؟

اس کو محبت کرنے ہی نہیں چاہئے تھی۔۔

ہاں۔۔۔ سب اسکی غلطی تھی۔۔

اس نے سیڑھی پہ پہلا قدم رکھا ہی تھا کہ اسے ایرج کی آواز آئی۔

"تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟"

اس کے قدم زنجیر ہوئے تھے، مگر وہ پلٹا نہیں۔اس نے اپنی طرف اٹھتے اس کے قدم محسوس کر لیے تھے۔آنکھیں بے ساختہ بند ہو گئیں۔

"کہ تم میرے ساتھ جو مرضی میں آئے، کر لو گے، جب چاہو کہ مجھے حاصل کر لو گے، جب چاہو گے، مجھے اکیلا چھوڑ دو گے؟"

اس کے قدم دھیمے تھے، وہ لمحہ سال لگ رہا تھا۔

''میری طرف دیکھو۔''

اور وہ اس کا کہنا کیسے نہ مانتا۔ وہ پلٹا۔ اور اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اسے وہ اجنبی سی لگی تھی۔

''یہ محبت تھی تمہاری۔ جسے تم نے پل میں چھوڑ دیا؟'' ایرج سخت لہجے میں کہہ رہی تھی اور وہ ایرج کو بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔

''تم خدا حافظ کہہ دو گے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں بھی کہہ دوں گی۔'' وہ اس کے اور قریب آئی تھی۔

"تم نے مجھے اپنی کہانی سنادی ارمغان۔" وہ گال پہ ہاتھ پھیرتے آنسو صاف کرنے لگی۔

"مگر ہماری کہانی ابھی ان کہی ہے۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو اس میں نکاح کے دو ٹکرے ہوئے کاغذ رکھے ہوئے تھے۔

"تم نے مجھے اپنی کہانی سنادی ارمغان، مگر تم مجھے اب ہماری کہانی سناؤ، اپنے زاویے سے۔" اسنے ارمغان کا پہلو میں گرا ہاتھ تھاما اور اسکی ہتھیلی پہ نکاح کے کاغذ رکھے۔

''اور پھر میں تم سے پوچھوں گی، کہ کیا تم مجھے اپنی زندگی کا حصہ بناؤ گے، ارمغان مطاہر علی؟''

اس نے ارمغان کا وہی ہاتھ تھاما تھا۔ان دونوں کے لمس نکاح کے کاغذ سے مل گئے تھے۔

وہ بدقت مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ قدرت کا کیسا تماشا تھا، خدا کا کیسا معجزہ تھا کہ شیطان کو بھی ایک موقع فراہم کر دیا گیا تھا۔۔

اس نے ایرج کی آنکھوں میں دیکھا جو چہرہ ترچھا کیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔اس کے چہرے پہ ہلکی سی مسکان تھی۔

سارہ نے دور بیٹھے انہیں مسکراتے ہوئے دیکھا تھا،اسے بے ساختہ اپنا منگیتر یاد آیا تھا۔۔سب کچھ کتنا بدل گیا تھا۔کیا سب پہلے جیسا ہو سکتا تھا۔کیا وہ اب بھی اس کا انتظار کر رہا ہو گا؟کتنے سارے سوال تھے،جواب ایک بھی نہیں۔

ارمغان نے ایرج کا ہاتھ تھاما اور اپنے دل پہ رکھتے اسے حیرت سے دیکھتے گیا۔

دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالتے اس نے موبائل کھولا اور اس پہ پیغام لکھنے لگا؛

"پلین ہائی جیک کرواؤ۔"

اس نے فون کو جیب میں ڈالتے ہوئے بائیک کی چابی نکالی۔وہ دونوں ساتھ سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

ارمغان کو خبر نہیں تھی کہ ٹھیک اسی لمحے،اسکی موت کا کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

مگر حیرت کی بات ہی یہ تھی کہ۔۔۔

اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔

اسکے لیے وہ ساتھ زیادہ ضروری تھا جو اس وقت اسکے ہاتھ میں تھا۔

اسنے ساتھ چلتی ایرج کو دیکھا۔وہ مسکرایا نہیں تھا۔۔۔اسکے دل میں درد اٹھا تھا۔

وہ موت سے بے خبر ہو کہ ایرج کے ساتھ ایک عام زندگی گزارنا چاہتا تھا۔کیا یہ اتنا ناممکن تھا؟وہ اپنی موت کو بھول جانا چاہتا تھا۔۔۔تاکہ وہ ان لمحات کو کھل کہ جی سکے۔۔۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی۔"

اسکا چہرہ دیکھتے ایرج کے کہا تھا۔سکے لب بس ہلکا سا ہل گئے۔۔

ایک آخری بار۔

ایک آخری مرتبہ۔

وہ جا رہے تھے،زندگی کو پہلی،اور آخری مرتبہ جینے!

www.novelsclubb.com

~~~~~

جرح کی آخری قسط ''جس کو خبر نہ ہوئی'' انشاءاللہ آئیندہ ماہ!
~~~~~